امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ حضرت مولانا محمد یونس پٹیل
■ رمضان المبارک میں حضورؐ کے معمولات
■ زکواۃ کیسے ادا کریں؟
■ اقلیتوں کے درمیان بڑھتا عدم تحفظ کا احساس
■ موبائل کی لت
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 22 مورخہ ۱۲ر رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۸ر مئی ۲۰۱۸ء روز سوموار

زکوٰۃ: اسلام کا اہم رکن

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اسلام کا نظام معیشت عدل وانصاف پر مبنی ایسا کامل ومکمل نظام ہے، جس کی نظیر دنیا کے کسی قدیم وجدید نظام میں نہیں ملتی۔ یہ نظام خشک وبے جان نظریات پر مبنی نہیں؛ بلکہ اس کی جڑیں دل وجذبات سے لے کر عمل تک اور معاشرے کی نچلی سطح سے لے کر اوپری سطح تک پیوست ہیں، جس میں جبر واستبداد اور ظلم وجور کی کوئی گنجائش نہیں، اسلام پہلے انسانی زندگی پر احکم الحاکمین کا دبدبہ قائم کرتا ہے اور اس کے احسانات یاد دلاتا ہے، اور انسانی ذہنوں میں یہ راسخ کرتا ہے کہ تمہارے پاس جو مال ودولت ہے وہ سب رب العالمین کا عطیہ ہے، یہ مال درحقیقت اللہ تعالی کا ہے جو بطور امانت تمہارے سپرد کیا گیا: ﴿وَآتُوهُم مِن مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ آتٰكُمْ﴾ (النور: ۳۳) اور اللہ کے اس مال میں سے انہیں دو جو اس نے تمہیں عطا کیا لیکن ساتھ ہی اسلام انسانوں کو اپنے مال ومتاع کی مالکیت سے کمیونزم کی طرح محروم بھی نہیں کرتا ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے مال ودولت کا انتساب بار بار انسان کی طرف کیا ہے؛ تاکہ انسان کی خود اعتمادی اور جذبۂ مسابقت نہ صرف یہ کہ محفوظ رہے بلکہ پروان چڑھتا رہے، ارشاد باری ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (البقرہ: ۲۶۷) جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

اسلام کے عادلانہ نظام معیشت کے بہت سارے حصے ہیں؛ لیکن ان میں اہم ترین شعبہ زکوٰۃ کا ہے یہ اسلام کا تیسرا رکن اور اہم ترین فریضہ ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ محض اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں ایک دو جگہ نہیں بلکہ ۸۲ مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر آیا ہے، ﴿أَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ﴾ سے پورا قرآن بھرا ہوا ہے۔ قرآن کریم میں مسلمانوں کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں، ان میں ﴿يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ﴾ بار بار آیا ہے۔ اس موضوع پر احادیث حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں، اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ زکوٰۃ نماز کے ساتھ لازم وملزوم ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ دین کا خلاصہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہے، پہلے کا عنوان نماز ہے اور دوسرے کا زکوٰۃ۔ ان کی بھرپور انداز میں تکمیل کے بعد ہی اقامت دین کا تصور کیا جاسکتا ہے؛ بلکہ ایک روایت میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے والوں کی نماز بھی مقبول نہیں ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ﴿لا يقبل الله تعالى صلوٰة رجل لا يودي الزكوٰة حتى يجمعهما فإن الله تعالى قد جمعهما فلا تفرقوا بينهما﴾ (کنز العمال: ۲۵/۳) کہ اللہ تعالی اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، یہاں تک کہ وہ ان دونوں کو جمع کرے یعنی نماز اور زکوٰۃ دونوں ادا کرے، اس لئے کہ اللہ تعالی نے نماز اور زکوٰۃ کو ایک ساتھ بیان فرمایا ہے۔

زکوٰۃ کا مقصد یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والا اپنے نفس کو بخل، خود غرضی، انانیت، فقراء کی حق تلفی اور قلب کی قساوت سے پاک وصاف کر کے اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ (توبہ: ۱۰۳) آپ ان کے مالوں سے صدقہ لے لیجئے آپ اس کے ذریعہ انہیں پاک وصاف کردیں گے۔ اسکا مقصد یہ بھی ہے کہ فقراء وضعفاء اور حاجت مندوں کی حاجت رسی کی جائے، جس کی وجہ سے پاکی ونورانیت اور خیر وبرکت کا ظہور ہوگا۔ ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيْرَةً﴾ (البقرۃ: ۲۴۵) کون شخص ہے جو اللہ کے لئے قرض حسن (زکوٰۃ یا صدقات) دیتا ہے؛ تاکہ اللہ تعالی اس کو اس شخص کے لئے بہت زیادہ بڑھائے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہر شخص کے پاس اپنی لازمی ضروریات کی تکمیل کے لئے کچھ نہ کچھ مال ہو۔ معاشرے میں کوئی بھوکا یا ننگا نہ رہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ﴿إن الله فرض على الأغنياء فى أموالهم بقدر ما يكفى فقرائهم وإن جاعوا وعروو جهدو فيمنع الأغنياء وحق على الله أن يحاسبهم يوم القيٰمة ويعذبهم عليه﴾۔ کہ اللہ تعالی نے مالدار لوگوں پر انکے مال میں اس انداز سے زکوٰۃ فرض قرار دیا ہے جو فقیروں کے لئے کافی ہوجائے، اب اگر فقراء، بھوکے، ننگے رہتے ہیں یا تکلیف میں رہتے ہیں تو یہ مالدار لوگوں کے زکوٰۃ نہیں ادا کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالی کا حق ہے کہ وہ قیامت کے دن ان سے محاسبہ کرے اور زکوٰۃ نہیں ادا کرنے پر عذاب دے۔

زکوٰۃ کے جو مقاصد ومصالح اور اس کے فوائد ذکر کئے گئے، ان کا حصول اسی صورت میں ممکن ہے جب اس کی وصولیابی اور تقسیم کیلئے ایک جماعتی نظام موجود ہو، اس لئے کہ فرضیت زکوٰۃ کے احکام ومصالح کی عمارت اسی پر کھڑی ہے۔ جس طرح نماز، روزہ اور حج میں اجتماعیت کی روح کارفرما ہے کہ نماز کو جماعت کیساتھ ادا کرنا ہے، روزہ کی فرضیت پوری دنیا کے مسلمانوں پر ایک ہی مہینے میں ہے، مناسک حج کی ادائیگی بھیڑ وازدہام، دشواری وپریشانی کے باوجود چند مخصوص ایام ہی میں کرنی ہے، ٹھیک اسی طرح زکوٰۃ بھی ایک اہم ترین عبادت ہے اور اس کیلئے بھی اسلام نے ایک اجتماعی طریقہ کار مقرر کیا ہے کہ امیر کے تحت بیت المال قائم ہو، وہ لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرے اور مستحقین تک باعزت طریقے پر پہنچائے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ (التوبہ: ۱۰۳) کہ اے پیغمبر آپ مسلمانوں کے مالوں سے صدقہ وصول کیجئے اس کے ذریعہ ان کو پاک اور مزکی بنائیے۔ یہ آیت کریمہ واضح طور پر اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی امام کے ذریعہ ہو امام وامیر کے تحت حسب مصالح زکوٰۃ کی رقم مصارف زکوٰۃ میں صرف ہو اور ''خذ'' میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے وہ ''خطاب مواجہہ'' ہے چناں چہ علامہ نووی شارح مسلم تحریر فرماتے ہیں: ﴿وخطاب مواجهة للنبى صلى الله عليه وسلم وهو جميع امته فى المراد سواء﴾ (نووی: ۳۸/۱) اور خذ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو خطاب ہے وہ ''خطاب مواجہہ'' ہے، اسلئے حکم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت دونوں شامل ہیں۔

زکوٰۃ کے اجتماعی نظام سے زکوٰۃ کی وصولی زیادہ سے زیادہ مقدار میں ہو سکے گی۔ اور زیادہ سے زیادہ ضرورت مند افراد کا تعاون ممکن ہو سکے گا۔ لوگوں کا تعاون انکی ضرورت کے لحاظ سے ہوگا۔ محتاج اور ضرورت مند لوگ سوال کرنے کی ذلت سے بچ سکیں گے۔ زکوٰۃ کی رقم کوڑیوں میں بٹنے کے بجائے حسب ضرورت لوگوں کو ایک جگہ سے مل جائے گی، ان لوگوں تک بھی زکوٰۃ پہنچ جائے گی جن کی زبانیں حیا وخودداری کی وجہ سے بند رہتی ہیں، زکوٰۃ کا اجتماعی نظام اس ضرورت کو پورا کرتا ہے اور گداگری کا خاتمہ کرتا ہے۔

حجۃ الاسلام ابوبکر جصاص رازیؒ اپنی کتاب احکام القرآن میں لکھتے ہیں 'خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً' کی آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی کا حق امام کو ہے اور بلا شبہ جن پر زکوٰۃ فرض ہے اگر وہ خود مساکین کو دے دیں گے تو یہ جائز نہ ہوگا، اس لئے کہ زکوٰۃ کی وصولی کا حق امام کے لئے ثابت وقائم ہے۔ لہذا صاحب زکوٰۃ کو امام کے اس حق کو ساقط کرنے کا کوئی اختیار نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں کی زکوٰۃ کے لئے عاملین کو بھیجا کرتے تھے اور حکم فرماتے تھے کہ انکی زکوٰۃ ان کی جگہ پر جا کر لیا کریں اور یہی حکم پھلوں کی زکوٰۃ کا ہے؛ بقیہ رہ گئی سونے، چاندی، دراہم ودنانیر کی زکوٰۃ تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی خدمت میں داخل کی جاتی تھی۔ پھر حضرت عثمان غنی نے ایک مرتبہ خطبہ دیا کہ یہ زکوٰۃ کا مہینہ ہے، جس پر قرض ہو وہ اپنے قرض کو ادا کرے پھر باقی مال کی زکوٰۃ ادا کرے، حضرت عثمان غنیؓ نے ارباب مال کو اختیار دیا کہ وہ زکوٰۃ مسکینوں کو ادا کریں۔ (احکام القرآن: ۱۵۵/۳) علامہ ابن الہمام حنفی لکھتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے دونوں خلیفہ اس پر قائم رہے۔ جب حضرت عثمانؓ کا زمانہ آیا اور لوگوں کا تغیر ظاہر ہونے لگا تو انہوں نے خیال کیا کہ لوگوں کے پوشیدہ مالوں کا خفیہ طریقہ سے پتہ لگانا مناسب نہیں، اس لئے انہوں نے اس مال کی ادائیگی ان کے مالکان کے سپرد کردی اور صحابہ نے بھی اس مسئلہ میں ان سے کوئی اختلاف نہیں کیا۔ اس کی حیثیت امام کے حقِ وصول کو باقاعدہ ساقط کردینے اور گزشتہ حکم کو منسوخ کردینے کی نہیں تھی۔ (فتح القدیر: ۳۱۱/۱) (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

روزہ کے آداب

''روزہ دار کو چاہئے کہ دن میں زیادہ نہ سوئے؛ تاکہ بھوک پیاس کا کچھ مزہ معلوم ہو، قویٰ کے ضعف کا احساس ہو، قلب میں صفائی پیدا ہو، اسی طرح ہر شب کو اپنے معدہ کو اتنا ہلکا رکھے کہ تہجد اور اوراد میں مشغولی آسان ہو اور شیطان اس کے دل کے پاس منڈلا نہ سکے اور اس صفائی قلب کی وجہ سے عالم قدس کا دیدار اس کے لئے ممکن ہو۔''

(امام غزالیؒ)

بلا تبصرہ

''ایسا لگتا ہے کہ کرناٹک کے موجودہ گورنر کو آئین اور اس کی تشریحات کی صحیح معلومات نہیں ہے، اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو ایسی صورتحال میں مبتلا کرلیا جس کے بعد ان کی رسوائی طے تھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنے والی نسلیں انہیں بوٹا سنگھ جیسے گورنر کی فہرست میں یاد رکھیں گی۔''

(شیش نارائن سنگھ پربھات ۲۱ر مئی ۲۰۱۸ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

صدقہ وخیرات سے بلائیں ٹلتی ہیں:

﴿اور جو مال تم خرچ کروگے، وہ اپنے ہی لیے خرچ کروگے، نیز اللہ کی خوشنودی ہی کے لیے خرچ کیا کرو، تم جو بھی خیر کرتے ہو تم کو پورا پورا مل جائے گا اور تمہارے ساتھ ظلم نہیں کیا جائے گا۔﴾ (سورۂ بقرہ:۲۷۲)

مطلب: جو لوگ اپنے مال کو اخلاص وللہیت کے جذبہ کے ساتھ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس کے مال اور عمر میں برکتیں عطا فرماتے ہیں اور دنیا وآخرت میں ترقیات سے نوازتے ہیں، رب کائنات کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں، ان کے خرچ کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانا بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکالیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں، اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے خوب بڑھاتا ہے، وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی، یہ اسی وقت ہوگا جب مال کو خرچ کرتے ہوئے پورا یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے عطایا کو کبھی ضائع نہیں فرمائیں گے، ﴿وما تنفقوا من خیر فان اللّٰہ بہ علیم﴾ جو کچھ تم خرچ کروگے، وہ اللہ سے پوشیدہ نہ رہے گا۔ اب اگر کوئی شخص مال کی محبت میں ہاتھ روکے رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے مال کو ضائع کردیتے ہیں۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا نعم البدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! بچا بچا کر رکھنے والے کے مال کو تلف فرما، آیت مذکورہ کے ضمن میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ انصار مدینہ میں سے کچھ لوگ اپنے مشرک رشتہ داروں کی مالی مدد سے گریز کرتے تھے، اس پر تنبیہ کی گئی کہ ہدایت تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے، تم جو بھی صدقہ نافلہ میں سے خرچ کروگے اور مقصد اللہ کی رضا ہے تو ضرور اس کا اجر ملے گا، اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا چاہیے، اس سے آخرت میں اجر وثواب تو ہوگا ہی، دنیا میں بھی تالیف قلب ہوگی اور ممکن ہے کہ ان کو اسلام قبول کرنے کی توفیق مل جائے، یا کم سے اسلام کے بارے میں ان کے دل میں نرم گوشہ پیدا ہوجائے، مگر یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ غیر مسلموں کو صرف صدقہ نفلی دینا جائز ہے، زکوٰۃ سوائے مسلمان کے کسی دوسرے کو دینا جائز نہیں۔ (تفسیر مظہری) بلکہ افضل یہی ہے کہ اگر مسلم رشتہ دار محتاج ومستحق زکوٰۃ ہوں تو انہیں پہلے ترجیح دی جائے؛ تاکہ قرابت وصلہ رحمی کا بھی اجر وثواب مل سکے۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ صدقہ برائیوں یعنی بلاؤں کے ستر دروازے کو بند کردیتا ہے؛ اس لیے کشادہ دست ہوئے۔ رمضان کا مبارک مہینہ سایہ فگن ہے، نیکیوں کے اس موسم بہار میں اپنے ضرورت مند بھائیوں کی دل کھول کر مدد کیجئے، بیواؤں اور مدرسہ کے نادار طلبہ کی مالی کفالت کرنے سے اجر وثواب میں دو چند اضافہ ہوتا ہے، آپ بھی اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے، اس سے اللہ تعالیٰ زندگی میں خوشحالی عطا فرمائیں گے اور مال ودولت میں برکت ہوگی۔

زندگی سنوارنے کا مہینہ:

{حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی ناک خاک میں مل جائے، اس پر رمضان آئے اور چلا جائے، پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو۔} (ترمذی)

وضاحت: رمضان کا مبارک مہینہ خیر وبرکت کے ساتھ سایہ فگن ہے، ہلال رمضان کے طلوع ہوتے ہی باراں رحمت کا نزول شروع ہوجاتا ہے، ادھر اللہ تعالیٰ روزہ دار بندوں کے لیے جنت کو آراستہ کرنے کا حکم فرمادیتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے؛ تاکہ وہ مخلص بندوں کو خیر سے باز نہ رکھے، چنانچہ مومن بندوں کی زبان ذکر وتلاوت کے آب حیات سے تر ہونے لگتی ہے، جسم بھوک وپیاس سے بے تاب ہے، مگر روح آقا کے دھیان میں کوثر وتسنیم سے نہارہی ہوتی ہے، افسردہ طبیعتوں میں نئی گرمی، بلکہ سرگرمی اور بلندی پروازی پیدا ہوجاتی ہے؛ اس لیے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے ایک مکتوب میں فرمایا کہ یہ مہینہ ہر قسم کی خیر وبرکت کا جامع ہے، آدمی کو سال بھر میں مجموعی طور پر جتنی برکتیں حاصل ہوتی ہیں، وہ اس مہینہ کے سامنے اس طرح ہیں جس طرح سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ، اس مہینہ میں جمعیت باطنی کا حصول پورے سال جمعیت باطنی کے لیے کافی ہوتا ہے اور اس میں انتشار اور پریشان خاطری بقیہ تمام دنوں بلکہ پورے سال کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں، قابل مبارکباد ہیں وہ لوگ جن سے یہ مہینہ راضی ہوکر گیا اور ناکام وبدنصیب ہیں وہ جو اس کو ناراض کرکے ہر قسم کے خیر وبرکت سے محروم ہوگئے، ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں کہ اگر اس مہینہ میں کسی کو اعمال صالحہ کی توفیق مل جائے تو پورے سال یہ توفیق اس کے شامل حال رہے گی اور اگر یہ مہینہ بے دلی، فکر وتردد اور انتشار کے ساتھ گذرے تو پورا سال اسی حالت میں گذرنے کا اندیشہ ہے، کیوں کہ رمضان کے روزوں کی بے شمار حکمتیں ہیں، روزہ اللہ سے قربت کا ذریعہ ہے، یہ تقویٰ کا سبب بنتا ہے اور دلوں میں نرمی اور تواضع پیدا کرتا ہے، روزہ کی وجہ سے انسان کو احساس ہوتا ہے کہ بھوک اور پیاس کی شدت کیا ہوتی ہے اور اس کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں، یہی وہ احساس ہے جو انسان کے دل میں نرمی پیدا کرتا ہے، اسے خیر کی طرف مائل کرتا ہے، روزہ رکھنے سے انسان کو اپنے نفس پر قابو پانے میں مدد ملتی ہے، جو اللہ کی رضا واطاعت کے لیے ضروری ہے، روزہ کی وجہ سے ہی انسان کے اندر تقویٰ کی صفت پیدا ہوتی ہے؛ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس ماہ مبارک میں دنیاوی مصروفیات کم سے کم کرکے عبادات کی مصروفیات کو زیادہ سے زیادہ کریں؛ تاکہ روحانی طور پر ترقی کے مدارج زیادہ سے زیادہ طے کرسکیں، غرضیکہ عظمتوں اور برکتوں والے اس ماہ مبارک سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں، یہ بڑی بدنصیبی کی بات ہوگی کہ ہم رمضان کو لایعنی حرکتوں میں ضائع کردیں اور اس کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم رہ جائیں۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

سونا، چاندی اور روپے کی زکوٰۃ:

وجوب زکوٰہ کے لیے سونا اور چاندی کا نصاب کیا ہے؟ روپے کتنی مقدار میں ہوں تو زکوٰۃ دینی ہوگی؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

سونا کا نصاب ساڑھے سات تولہ یعنی ۸۷؍گرام اور ۴۸۰؍ملی گرام ہے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ یعنی ۶۱۲؍گرام اور ۳۶۰؍ملی گرام ہے، اگر کسی کے پاس دونوں اپنے اپنے نصاب کے بقدر یا اس سے زائد ہوں تو دونوں کی زکوٰۃ نکالی جائے گی اور اگر دونوں اپنے اپنے نصاب سے کم ہوں تو ایسی صورت میں سونا کی قیمت کے ذریعہ چاندی کا نصاب پورا کیا جائے گا اور پوری مالیت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی اور اگر صرف سونا، یا صرف چاندی ہو، جس کا نصاب پورا نہ ہو؛ لیکن اس کے ساتھ نقد رقم بھی ہو، جس کو شامل کرکے نصاب پورا ہوجاتا ہو تو ایسی صورت میں روپے کے ذریعہ نصاب مکمل کرلیا جائے گا اور زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر روپے نہ ہوں تو صرف سونا یا صرف چاندی جو اپنے نصاب سے کم ہو، اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، خواہ سونا کی قیمت چاندی کے نصاب سے بڑھ کیوں نہ جائے اور اگر کسی کے پاس سونا چاندی کچھ بھی نہ ہو؛ لیکن اتنی رقم موجود ہو، جس کے ذریعہ ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکے اور اس رقم پر سال پورا ہوگیا ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

زیورات کی زکوٰۃ میں کس قیمت کا اعتبار ہوگا:

ہمارے پاس کچھ زیورات ہیں، جن کی زکوٰۃ ادا کرنی ہے؛ لیکن سوال یہ ہے کہ ہم ان زیورات کی کس قیمت کا اعتبار کریں، قیمت خرید کا یا قیمت فروخت کا؛ کیوں کہ دونوں کی قیمت میں فرق ہے؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

سونا اور چاندی کے زیورات خواہ استعمالی ہوں، یا غیر استعمالی، سب میں زکوٰۃ ہے، بشرطیکہ وہ مقدار نصاب ہوں، زیورات میں ادائیگی کے دن ان کی جو قیمت فروخت ہوگی، اسی کا اعتبار ہوگا اور کل قیمت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰہ ادا کرنی ہوگی۔

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ:

میں ایک تجارت پیشہ آدمی ہوں، زکوٰۃ ادا کرنا چاہتا ہوں؛ لیکن کس طرح زکوٰۃ ادا کروں، سمجھ میں نہیں آرہا ہے؛ کیوں کہ ایک تو سامان تجارت ہے، جو دوکان میں موجود ہے، دوسرا بینک میں جمع کچھ رقم ہے، کچھ رقم گراہکوں کے ذمہ ہے، جس کو وہ حسب سہولت ادا کرتے ہیں اور کچھ رقم میرے ذمہ لون کی شکل میں ہے، ایسی صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی شکل کیا ہوگی؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تاریخ میں آپ زکوٰۃ ادا کررہے ہیں، اس تاریخ میں اپنی ملکیت میں موجود نقد رقم، بینک میں محفوظ رقم، سونا، چاندی، دوکان میں موجود تجارتی سامان سب کی مجموعی قیمت اس دن کے مارکیٹ کی قیمت کے اعتبار سے جوڑ لیں، اگر لوگوں کے ذمہ بقایا رقم ہو، جس کی وصولی کی امید ہو، اس کو بھی اس کے ساتھ شامل کرلیں، اس کے بعد اپنے ذمہ جو قرض ہے، جس کو اسی سال ادا کرنا ہو تو اس کو منہا کرلیں، اسی طرح اگر سرکاری یا غیر سرکاری چند سالوں میں قسط وار ادا کئے جانے والا قرض ہو تو اس سال کے قسط کو منہا کرلیں، اس کے بعد جو رقم بچے، اس میں ڈھائی فیصد یعنی ایک ہزار میں پچیس روپئے کے لحاظ سے زکوٰۃ ادا کریں۔

روزہ کا فدیہ کس پر ہے:

رمضان کے روزوں کا فدیہ کب ہے اور اس کی مقدار کیا ہے؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

ایسا بوڑھا شخص جو پیرانہ سالی اور ضعف وکمزوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو، اس پر ضروری ہے کہ ہر روزہ کا فدیہ ادا کرے، اسی طرح ایسا مریض جس کے بارے میں قابل اور تجربہ کار ماہر ڈاکٹر کی رائے یہ ہو کہ اس مرض میں روزہ رکھنا اس کے لیے سخت نقصان دہ ہے اور بعد میں بھی ایسی صحت بحال ہونے کی امید نہ ہو، جس میں وہ روزہ رکھ سکے تو ایسے مریض پر بھی روزہ کا فدیہ لازم ہے؛ لیکن اگر بعد میں صحت بحال ہوگئی اور قوت وطاقت واپس آگئی تو فدیہ کافی نہیں ہوگا؛ بلکہ قضا رکھنا ضروری ہے۔

فدیہ کی مقدار اور اس کا مصرف:

ایک روزہ کا فدیہ وہی ہے، جو ایک آدمی کا صدقہ فطر ہے، یعنی پونے دوسیر، یا اس کی قیمت، بہتر یہ ہے کہ روزانہ ایک مسکین کو ایک ایک دن کا فدیہ ادا کرے؛ لیکن اگر کسی نے ایک ہی دفعہ ایک محتاج وحاجتمند کو ایک سے زیادہ دنوں کا فدیہ ادا کردیا تو مفتی بہ قول کے مطابق فدیہ ادا ہوجائے گا۔ (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصوم: ۴۱۰/۳) فدیہ کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار پھلواری شریف پٹنہ

پھــــــلــــــواری شــــــریف

جلدنمبر 56/66 شمارہ نمبر 22 مورخہ ۱۲ر رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۸ر مئی ۲۰۱۸ء روز سوموار

گرمی کی تعطیل کا صحیح مصرف

گذشتہ چندسالوں میں تعلیم کے مسئلہ پر مسلمانوں میں بیداری آئی ہے، کنونٹ، پرائیوٹ تعلیمی ادارے اور سرکاری اسکولوں میں مسلم بچے بچیوں کا تناسب تیزی سے بڑھا ہے، سہولتیں بھی پیدا ہوئی ہیں، مکتب اور مدارس میں بھی طلبہ پہونچ رہے ہیں؛ یہ رجوع اس قدر بڑھا ہے کہ بہت سارے مدارس میں طلبہ کا داخلہ جگہ اور وسائل کی قلت کی وجہ سے نہیں ہو پا رہا ہے، یہی حال معیاری اسکولوں اور کنونٹ کا ہے، بڑی بڑی رقمیں دینے اور بہت سارے اوقات صرف کرنے اور سفارشوں کے باوجود، داخلے میں پریشانیوں کا سامنا ہے، ہمارے امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ''اب تعلیم کے سلسلے میں معاملہ بے کسی اور بے بسی کا نہیں ہے، اگر کوئی نہیں پڑھ رہا ہے تو یہ بے حسی ہے، گارجین کی اور ان لوگوں کی جن کی سرپرستی بچوں کو حاصل ہے۔''

اس خوش کن صورت حال کے باوجود مکاتب اور مدارس کے دائرے سے باہر نکلیے تو ہمارے بچے جن اسکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ان میں سے بیش تر میں بنیادی دینی تعلیم کا یا تو نظم ہی نہیں ہے یا ہے تو برائے نام ہے، دوسرے موضوعات کی طرح اس پر توجہ نہیں ہے، جس کی وجہ سے ہمارے طلبہ وطالبات بنیادی دینی تعلیم سے دور رہ جاتے ہیں، اور ان کی دینی زندگی متاثر ہوتی ہے اور وہ بیش تر حالات میں دین سے نابلد اور عمل سے دور ہو کر زندگی گذارتے ہیں، اس افسوس ناک صورت حال کا حل یہ ہے کہ ہمارے اسکول اور کنونٹ جو مسلمانوں کے ذریعہ چلائے جارہے ہیں، ان میں بنیادی دینی تعلیم کا مناسب اور معقول انتظام لازما کیا جائے اور دوسرے موضوعات کی طرح اس پر خصوصی توجہ دی جائے، تاکہ وہاں سے نکلنے والے طلبہ دینی تعلیم وتربیت سے پورے طور پر آراستہ ہوں، جو ادارے دوسروں کے قبضے میں ہیں، ان میں ایسا دباؤ بنایا جائے کہ وہ مسلم بچوں کے لیے مناسب دینی تعلیم کا نظم کریں۔ ایک طریقہ حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے یہ بتایا ہے کہ بچوں کے لیے دینی اقامت گاہیں بنائی جائیں، جن میں اسکول کے بعد کا وقت بچے وہاں گذاریں اور کچھ اوقات ان کے لیے مختص کر دیا جائے کہ ان اوقات میں بچے دینیات پڑھ لیں، اقامت گاہیں اسلامی تربیت کا بھی مرکز ہوں جن میں بچوں کی نشو ونما اسلامی اقدار کے ساتھ کی جائے، اسے ایک زمانہ میں ''گیلانی اقامت گاہ'' کا نام دیا گیا تھا، یہ شکل صرفہ والی ہے، لیکن اوپر والی دونوں شکلوں سے زیادہ کارآمد ہے، ان دنوں ایک اور شکل مختلف علوم وفنون کے حصول کے لیے رائج ہے اور انتہائی مفید ہے وہ یہ کہ گرمیوں کی تعطیل کا استعمال ''ووکیشنل کورس'' کے لیے کیا جائے اور فرصت کے ایام کو کارآمد بنایا جائے، یہ کورس دینیات کا بھی چلایا جاسکتا ہے، اور چند گھنٹوں اور چند ایام میں صحیح تعلیم وتربیت اور نصاب کے ذریعہ مقصد تک پہونچا جاسکتا ہے، امارت شرعیہ اس سلسلہ میں کافی فکرمند ہے، اور وہ چاہتی ہے کہ اسکول کے ذمہ دار اپنے اسکولوں میں ووکیشنل کورس دینیات کا چلائیں۔ اس کام میں گارجین حضرات کی دلچسپی کی بھی ضرورت ہے کہ وہ فرصت کے ان ایام واوقات اور سمر ووکیشن میں اپنے بچوں کو قریب کے مکاتب ومدارس اور مساجد کے ائمہ کرام کی خدمت میں بھیجنے کو یقینی بنائیں، بچے تو بچے ہوتے ہیں، گارجین حضرات کی دلچسپی نہیں ہوگی تو وہ سارا وقت کھیل کود میں برباد کر دیں گے، اس کورس میں داخل ہونے سے ان کا وقت ضائع ہونے سے بچ جائے گا اور غیر شعوری طور پر انہیں وقت کی قدر وقیمت کا بھی اندازہ ہوگا، جس سے وہ آئندہ زندگی میں فائدہ اٹھا سکیں گے۔ ائمہ حضرات جمعہ کی نماز سے قبل اگر اس موضوع کو اپنی تقریر کا موضوع بنائیں تو یہ منصوبہ تحریک کی شکل اختیار کر سکتا ہے، ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ جو لوگ اس کام کو کر سکتے ہیں وہ اپنی خدمات رضاکارانہ طور پر ملت کے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے فارغ کریں۔

ایسے کورسیز کے لیے ایک بڑا سوال نصاب کا ہوتا ہے، میری رائے ہے کہ دینیات کا بالکل ہلکا پھلکا نصاب رکھا جائے، بوجھل نصاب طلبہ کی توجہ اپنی طرف مبذول نہیں کرا پائے گا۔ ظاہر ہے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ طلبہ بنیادی دینی تعلیم سے واقفیت بہم پہونچالیں اور ان کی ذہنی اٹھان کو اسلامی رخ مل جائے، انہیں قرآن کریم صحت کے ساتھ پڑھنا آجائے، کلمہ، وضو، غسل، نماز کے طریقہ وغیرہ کی جانکاری ہو، فرائض وواجبات کے سلسلے میں ان کے پاس ضروری معلومات ہوں، اس کام کے لیے نورانی قاعدہ اور تعلیم الاسلام یا اسلامی معلومات میں سے کوئی ایک پڑھا دیا جائے، نورانی قاعدہ یا اس جیسی کتاب پڑھانے کے لیے تربیت یافتہ معلم کا ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر قرآن بچوں کا صحیح نہیں ہو پاتا ہے، امارت شرعیہ ایسے معلمین کا تربیتی کیمپ ہر سال دوبار لگاتی ہے خواہش مند حضرات اس سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں، طلبہ میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے زبانی معلومات بھی فراہم کرائی جاسکتی ہے، معلومات کو عملی طور پر برتنے کی مشق سے بات جلد ذہن نشیں ہوجاتی ہے، اس لیے اس کا بھی سہارا لینا چاہئے، مثلا وضو کے فرائض بتائے گیے، سنن ومستحبات بچوں کو یاد کرائے گئے، بچوں نے یاد کرلیا تو اس کی عملی مشق بھی کرائی جائے؛ تاکہ پریکٹیکل ہوجائے، اسی طرح نماز کا طریقہ بتایا جائے تو اس کی مشق بھی کرائی جائے اس پوری مدت کو تربیت کے لیے بھی استعمال کیا جائے تو زیادہ نفع پہونچے گا، تربیت صرف وضو نماز کی نہیں، سلام کر کے داخل ہونے کی بھی، بڑوں کے ادب واحترام کی بھی، گھر میں چھوٹوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے، استنجا کس طرح کرنا چاہیے اور پانی کس طرح پینا چاہیے، جیسی روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی باتوں کی بھی، جو دیکھنے میں ہلکی لگتی ہیں، لیکن ان کو دیکھ کر ہماری تہذیب، ثقافت اور کلچر کا علم ہوتا ہے، یہ استاذ کی ذمہ داری ہے کہ وہ طے کرے کہ جو بچہ اس کے سامنے مختصر وقت اور مختصر ایام کے لئے آیا ہے اس کو کس طرح پڑھائے اور کیا سکھائے کہ دینی تعلیم کے اس کورس کے مقصد تک رسائی حاصل ہوجائے، اگر ہم انتہائی مستعدی فکرمندی اور چابک دستی کے ساتھ ایسا کوئی نظام گرمیوں کی حالیہ تعطیل میں جاری کر سکے تو یہ ملت کے لیے انتہائی سودمند ہوگا، کیونکہ بچوں کا اس تعلیم سے بے بہرہ رہنا ان کی ملی زندگی کے لیے تشویش کا باعث ہوگا، ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ عصری علوم کی کمزوری سے معاش کے تباہ ہونے کا امکان ہے، لیکن اگر ہمارے بچے دینی تعلیم سے دور رہ گیے تو آخرت کی تباہی یقینی ہے، ممکنہ خطرات کے لیے ساری جدوجہد لگائی جا رہی ہے اور یقینی بات کو پس پشت ڈالا جارہا ہے، یہ کوئی اچھی علامت نہیں ہے، آیئے ہم عہد کریں کہ اپنے بچوں کو کچھ اور بنانے سے پہلے دینی تعلیم سے آراستہ کریں گے؛ تاکہ سماج میں جو بھی مقام ان کا بنے وہ مسلمان کی حیثیت سے بنے۔ صرف نام کے مسلمان نہیں کام کے بھی۔

ہلال رمضان

رمضان کا چاند ۲۹ شعبان کو نظر آیا، پورے ہندوستان کی معتبر تنظیموں اور اداروں نے شرعی اصول وضوابط اور شواہد کی روشنی میں یہ فیصلہ لیا، بعض حلقوں نے اس کے خلاف آواز لگائی، اور شرعی شہادت کی بنیاد پر کیے گئے اس فیصلے کو ماننے سے انکار کر دیا، بس پھر کیا تھا، دانشوروں کے قلم میں تیزی آگئی اور ان کے قلم کا بخار کاغذ کو سیاہ کرنے لگا، وہ لوگ جو نہ شرعی شہادت کے حدود وقیود سے واقف ہیں اور نہ ہی فیصلے کی ضرورت واہمیت سے، وہ علماء کے خلاف دل کی بھڑاس نکالنے لگے، ایک دانشور نے لکھا کہ ''شعبان میں ہی ایسی کوئی کمیٹی کیوں نہیں بنا لیتے جن میں اگر ایک شہر میں ایک ہزار ادارے ہیں تو تمام کے سربراہان شامل ہوں اور انتیس شعبان اور پھر اسی طرح انتیس رمضان کو وہ ہزار لوگ اس شہر میں ایک مقام پر بیٹھ کر اس فیصلے کو انجام دیں'' تجویز پڑھنے میں بہت بھلی لگتی ہے، لیکن یہ عملی طور پر ممکن نہیں ہے، ایک شہر کے ایک ہزار اداروں کے ایک ہزار سربراہان کو جمع کون کرے گا؟ اور اگر ایک شہر والے متفق ہو گیے اور دوسرے شہر کے ایک ہزار اداروں کے سربراہان اس فیصلے کے خلاف گیے تو کون ان کی گردن اتحاد بین المسلمین کے نام پر پکڑے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ جو انتشار پیدا کرتا ہے، اس کے کان پکڑنے کے لیے کوئی تیار نہیں ہے۔ ایک صاحب نے ادارہ کے ذمہ داروں کو مشورہ دیا کہ وہ اتحاد بین المسلمین کے جذبے سے منکرین کو متفق کرنے کے لیے ان کے پاس کیوں نہیں گئے؟ جب کسی کی یہ رائے بار بار سامنے آچکی ہو کہ ہمیں دوسروں سے اتحاد نہیں کرنا ہے، ہمیں اپنی روش پر چلتے رہنا ہے، تو ساری ملاقاتوں کا حاصل ''جھک مارنا'' کہلاتا ہے، اس کے باوجود امارت شرعیہ کے ذمہ داران موقع بہ موقع مختلف تنظیموں اور اداروں سے رابطہ کرتے رہتے ہیں اور ہماری کوشش ہوگی کہ آئندہ بھی اس مسئلے پر گفت وشنید جاری رکھی جائے، اتحاد امت کا منصوبہ اور ایک امت ایک جماعت کے طور پر زندگی گذارنے کی جدوجہد تو امارت شرعیہ کا نصب العین اور اس کا ہدف اصلی ہے، ہم بھلا اس کو کس طرح نظر انداز کر سکتے ہیں۔

اتنی بات ہم سب کو یاد رکھنی چاہیے کہ علماء شرعی شہادتوں کے پابند ہیں، شریعت نے رویت ہلال کے سلسلے میں جو اصول ہمیں دیے ہیں، اور جن بنیادوں پر فیصلہ کی ہدایت دی ہے، ہم کسی بھی عنوان سے اور کسی کے طعن وتشنیع کے خوف سے ان سے دست بردار نہیں ہو سکتے۔

کچھ لوگ رویت ہلال کے لیے سائنسی تحقیق اور ماہر فلکیات کی آرا پر اعتماد کرنے کی بات کرتے ہیں اور ان کے نزدیک یہ سب سے اچھی ترکیب ہے، ان حضرات کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ اسلامی تاریخ کا مدار رویت ہلال پر ہے، محض وجود پر نہیں۔ سائنسی توجیہات ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ چاند افق پر ہے، اتنی ڈگری پر ہے اور اس کی عمر اتنی ہے کہ رویت ممکن ہے، لیکن امکان رویت کا بدل تو نہیں ہے، اس لیے علماء ان امور پر بہت اعتماد نہیں کرتے اور وہ ساری توجہ رویت اور شہادت رویت اور فیصلۂ رویت پر مرکوز رکھتے ہیں۔

جہاں تک امسال رمضان کے چاند کا سوال ہے، چیرمین مون ریسرچ سنٹر یو کے مولانا ثمیر الدین قاسمی نے رویت عامہ کی بات لکھی تھی اور فلکیات کے سارے حسابات سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ اس دن چاند گیارہ ڈگری اوپر ہے اور مطلع پر حساب کے اعتبار سے ستاون منٹ موجود رہے گا، اس دن سورج 18:28 اور چاند 19:25 پر غروب ہوگا، اس حساب پر اعتماد کریں تو اس دن رویت ہونی چاہئے، اور ہندوستان کے بعض علاقوں میں عام رویت ہوئی بھی، ان حالت میں ان لوگوں کو تو کوئی شبہ ہی نہیں رہنا چاہیے، جو سائنسی تحقیق کو ہی سب کچھ مانتے اور سمجھتے ہیں، لیکن واویلا مچانے والوں کی لائن میں ایسے لوگ بھی کھڑے ہیں۔

ایک صاحب نے بہت اچھی بات لکھی ہے کہ ''چاند تو پورے بارہ مہینے نکلتا ہے، مگر باقی دنوں میں چاند کی تاریخوں کو لے کر اس قسم کا کوئی اختلاف دکھائی نہیں دیتا ہے؛ جو کہہ دیا جاتا ہے مان لیا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان اہم ایام کے چاند کو لے کر جان بوجھ کر اختلافات پیدا کیے جاتے ہیں؛ تاکہ اپنی الگ شناخت کو برقرار رکھا جاسکے۔''

اس کے باوجود ضرورت ہے کہ مختلف علاقوں میں قائم رویت ہلال کمیٹی کو مزید فعال بنایا جائے، اس کو منظم اور مربوط کرنے کے لیے مضبوط حکمت عملی تیار کی جائے، ملک کی مختلف رویت ہلال کمیٹیوں کے فیصلے دوسرے صوبوں کی کمیٹیوں کے پاس بروقت پہونچ جائیں، اس کے لیے جدید ذرائع ابلاغ کا سہارا لیا جائے، اس کے علاوہ کیرالہ کے ساحلی علاقوں کو چھوڑ کر پورے ہندوستان کے مطلع کے ایک ہونے کے قدیم فیصلے کی بڑے پیمانے پر تشہیر کرائی جائے؛ تاکہ غلط فہمیوں اور بدگمانیوں سے عام مسلمانوں کو بچانا ممکن ہوسکے۔

یادوں کے چراغ

حضرت مولانا محمد یونس پٹیل

: ایڈیٹر کے قلم سے

مکۃ المکرّمہ میں ۱۲/ جولائی ۲۰۱۱ء روز منگل سعودی وقت کے مطابق شام کے سات بجے حضرت مولانا یونس پٹیل ڈربن جنوبی افریقہ کا انتقال ہوگیا، إنا للہ و إنا إلیہ راجعون، سفر عمرہ کا تھا، مغرب کی نماز پڑھی، حسب معمول اوابین سے فراغت پائی، طواف کرنا شروع کیا، حالت طواف ہی میں مطاف میں دل کا دورہ پڑا اور آب زمزم پیا اور اللہ کے گھر میں اللہ کی امانت اللہ اللہ کرتے ہوئے اللہ کے سپرد کردیا، ساری علامتیں اور سارے قرائن مغفرت کا مژدہ سنا رہے ہیں، ایسی موت پر کس کو رشک نہ آئے، مولانا محمد علی جوہر نے اپنے بارے میں جو شعر کہا تھا، اس میں جوہر کی جگہ یونس رکھ دیجیے، سو فیصد صادق آئے گا۔

ہے رشک اک جہاں کو یونس کی موت پر
یہ اس کا فضل ہے جسے پروردگار دے

بعد نماز فجر امام حرم شیخ سعود نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور مکۃ المکرّمہ کے تاریخی قبرستان جنۃ المعلی میں آخرت تک سونے کی سعادت حصہ میں آئی، مرکر بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحبت ومعیت کہاں نصیب ہوتی ہے۔ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

حضرت مولانا محمد یونس پٹیل بن محمد یوسف بن ابراہیم پٹیل نے ۱۹۴۶ء میں آب وگل میں قدم رکھا، خاندان کے لوگ جنوبی افریقہ میں بسلسلہ تجارت مقیم تھے، چنانچہ آپ کا مستقر بھی ڈربن قرار پایا، درسیات کی تکمیل از ہر ہند دارالعلوم دیوبند سے ۱۹۶۸ء میں کیا اور سند فراغت حاصل کی، دارالعلوم دیوبند کی تعلیم وتربیت کے غیر معمولی اثرات اور گھر کے دینی ماحول کی وجہ سے جلد ہی جنوبی افریقہ میں علمی و مذہبی اور سماجی میدان میں آپ کو اعتبار واعتماد حاصل ہوگیا، ان کے افکار کے اعتدال وتوازن اور بیانات کی سحر انگیزی نے علماء، صلحاء، صوفیاء، خصوصا نوجوانوں کو ان کی طرف متوجہ کردیا، کہنے کے لیے وہ مسجد نور آشرول (Asherville) ڈربن کے امام وخطیب تھے؛ لیکن ان کی رہائش گاہ ضرورت مندوں کے لیے ماویٰ وملجا کی حیثیت رکھتی تھی، خاندانی نزاع کا معاملہ ہو، شرعی مسائل دریافت کرنے ہوں، تصوف کے رموز ونکات سمجھنے ہوں، اداروں کے مالی تعاون کا مسئلہ ہو، حکومتی سطح پر کسی مذہبی معاملے کو اٹھانا ہو، ہر موقع پر مختلف علاقوں کے لوگ ان کی خدمت میں باریاب ہوتے اور دامن مراد بھر کر واپس ہوتے، ان کا دروازہ رات دیر گئے تک سب کے لیے کھلا رہتا اور کوئی ان کے دروازے سے مایوس ونامراد نہیں لوٹتا۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے زمانہ دراز تک جمعیۃ علماء کوزنٹوال کے صدر کی حیثیت سے جنوبی افریقہ کے لوگوں کی خدمت کی اور خرابی صحت کی وجہ سے استعفی دینے کے قبل تک مسلسل جدوجہد کرتے رہے، ملی مسائل پر ان کی آواز کا جنوبی افریقہ میں خاص وزن تھا، مسلم پرسنل لا کی تدوین اور ان کو قانونی زبان عطا کرنے کے لیے مولانا ہی کی دعوت پر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ نے فقیہ العصر حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب قاضی القضاۃ امارت شرعیہ کو جنوبی افریقہ بھیجا تھا، اور حضرت قاضی صاحبؒ نے تقریبا ایک ماہ قیام کرکے اس راستے کی بہت ساری دشواریوں کو دور کیا تھا، اس سفر میں حضرت قاضی صاحبؒ نے جو تقریریں فرمائی تھیں اسے راقم الحروف نے ''اذان مجاہد'' میں جمع کردیا ہے۔

مولانا کی تعلیمات میں اخلاقی اقدار، ایمان داری، انصاف، محبت والفت اور ہر ایک کے لیے ہمدردی کا عنصر غالب رہتا، عورتوں کے ساتھ حسن سلوک پر زور دیتے، ان کے ہزاروں مریدین، معتقدین اور متوسلین مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں، انہوں نے اسلامی اور ملی پیغام کو ملکوں ملکوں پہنچانے کے لیے امریکہ، برطانیہ، فرانس، ماریشس، کینیا، بنگلہ دیش، سعودی عرب اور افریقی ممالک کا سفر کیا، ان کی اس جدوجہد کے نتیجے میں لوگوں میں مذہبی بیداری پیدا ہوئی اور اس کے مفید اور مثبت اثرات سامنے آئے، مولاناؒ نے اپنے پیغامات کی ترسیل کے لیے ریڈیو کا بھی سہارا لیا، مقامی ریڈیو الانصار، اسلام انٹرنیشنل چینل اور ریڈیو اسلام انٹرنیشنل پر ان کے بیانات نشر ہوتے رہتے تھے، ان کا اپنا انتہائی مقبول ویب سائٹ www.yunuspatel.co.in جس کے ذریعہ وہ مختلف قسم کے سوالات کے جوابات دیتے تھے اور جس کی مدد سے دور دراز کے لوگ فائدہ اٹھاتے تھے، ان کا یہ ویب سائٹ محبت واکرام کی ترویج واشاعت اور پریشان حال لوگوں کے مسائل کے حل میں کلیدی اور مثالی حیثیت رکھتا تھا۔

مولانا کی اپنی زندگی انتہائی سادہ تھی، عالمانہ وقار، داعیانہ کردار اور ناصحانہ مزاج ان کی زندگی کا لازمہ تھا، اللہ تعالی نے خوبصورت چہرہ عطا فرمایا تھا، جو ۶۵/ سال کی عمر اور اوراد واذکار کی کثرت اور احسان وسلوک کے شغل کی وجہ سے اور بھی بارونق اور وجیہ ہوگیا تھا، اوسط سے نکلتا قد، خوبصورت سفید داڑھی، سر پر پنج گوشی ٹوپی، کھڑی ناک، اور متوازن اعضاء وجوارح، ان کے رخ زیبا کو مزید دلکش بناتے تھے، راستے چلتے لوگوں کی آنکھیں ٹک جاتی تھیں اور طبیعت چہرہ انور کو دیکھتے رہنے کی متقاضی ہوتی تھی۔

مولانا کی زندگی کی ترجیحات میں تعلیم وتدریس کا بڑا مقام تھا، انہوں نے ایک اسکول لڑکوں کے لیے اور ایک لڑکیوں کے لیے بھی قائم کیا تھا، جس میں اسلامی اخلاقی اقدار کے ساتھ اعلی معیاری تعلیم کا نظم ہے، اس کے علاوہ انہوں نے مختلف ادارے، تنظیموں اور سوسائٹی کی سرپرستی فرمائی اور ان کی رہنمائی کرتے رہے، اخلاقی اقدار کے فروغ اور منکرات سے روکنے کے لیے انہوں نے تصنیف وتالیف کا بھی سہارا لیا، ان کی انتہائی مفید اور موثر کتاب Kick the Hab ہے، جس میں انہوں نے نشہ آور اشیاء کے استعمال کو چھوڑنے کی ضرورت پر زور دیا ہے، اور قرآن واحادیث کے حوالے سے اس کی زہرناکی اور انسانی زندگی پر اس کے مضر اثرات پر روشنی ڈالی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

لاعلاج نہیں

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اللہ رب العزت نے اس کائنات کی تخلیق کی اور اس کے ماحول کو مختلف قسم کی اشیاء سے اس طرح سجایا سنوارا کہ انسان اس میں راحت اور آرام کے ساتھ زندگی گزار سکے، تخلیق میں قدرتی توازن جب تک برقرار تھا، انسانی جسم میں امراض کا گزر کم ہوتا تھا، پھر ہم نے اپنی ایجادات سے قدرتی ماحول کو بدلنا شروع کیا، پیڑ کٹنے لگے، پہاڑ توڑے جانے لگے، سمندر کو پاٹنا شروع کیا اور غلاظت کی نالیاں ندی کے پاک وصاف پانی میں گرانے لگے، کارخانوں نے دھوئیں کے غولے فضا میں اڑائے اور اس طرح دیکھتے دیکھتے سارا نقشہ بدلتا چلا گیا، اس تبدیلی سے فضائی آلودگی پیدا ہوئی اور قدرت کا بخشا ہوا پاکیزہ ماحول ختم ہوتا چلا گیا۔

دوسری طرف ہم جوع البطن کے شکار ہوئے، اس کے لیے ہم نے ''نمو'' کے قدرتی وسائل کے بجائے کیمیاوی چیزوں کا سہارا لیا، غذا کی قلت کا حل ہم نے کھاد کے ذریعہ پیداوار کی افزونی کو قرار دیا، پیٹ بھرنے لگے؛ لیکن کیمیکل کے ذریعہ تیار غذا نے ہمارے اندر کے جسم کو متاثر کیا۔ اوسط عمر کے تناسب میں کمی آئی اور مرض نے ہمارے جسم کو اپنی آماجگاہ بنالیا۔ اب ہر آدمی مرض کی وجہ سے پریشان ہے۔ صحت مند جسم کی تعداد کم ہوتی جارہی ہے اور ہر کوئی اپنی گم گشتہ پونجی صحت کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ اس کے حل کے لیے مختلف قسم کے طریقۂ علاج سامنے آئے ہماری عجلت پسندی نے سہل الحصول اور کم وقت میں اپنا اثر دکھانے والے طریقۂ علاج کو پسند کیا اور اپنا جسم ہم نے اس کے حوالے کردیا۔ اس کا فائدہ یہ ضرور ہوا کہ ہم کچھ مرض سے نجات پاگئے؛ لیکن ساتھ میں کچھ نئے مرض نے بھی سر ابھارنا شروع کیا۔ کچھ کو لاعلاج قرار دے کر اپنی کم علمی کا اعتراف میڈیکل سائنس نے کرلیا۔ مغز ماری جاری ہے، تحقیق وتفتیش ہورہی ہے اور امید ہے کہ یہ لاعلاج امراض بھی دوا کی قید میں جلد آجائیں گے۔

اس وقت ایلوپیتھ، ہومیوپیتھ، آیوروید، طب یونانی اور نیچروپیتھی کا ذکر خاص طور پر طریقہ علاج میں کیا جاتا ہے اور ہر آدمی اپنی پسند اور ضرورت کے مطابق مختلف طریقہ علاج کے لیے اطبا ومعالجین کے سامنے اپنے کو پیش کرتا ہے۔ ہمارے مخلص وکرم فرما حکیم مظفر حسین اجمل، نیچروپیتھی پر یقین رکھتے ہیں اور بہترین نیچروپیتھک حکیم ہیں اور ان کے طبی مضامین ومقالات اخبارات ورسائل میں چھپتے رہے ہیں، جن سے قارئین نے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے۔ اب ان مضامین ومقالات کو ''لاعلاج نہیں'' کے نام سے کتابی شکل میں سامنے لایا جارہا ہے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان سے استفادہ کرسکیں۔ میں نے ان میں سے کئی کو حرفا حرفا پڑھا ہے؛ لیکن بیشتر پر سرسری نظر ڈالی ہے، میرے خیال میں حکیم صاحب نے جو تحقیقات پیش کی ہیں، ان میں سے کئی تو انکشافات کے درجہ کی ہیں اور ان پر بحث وتحقیق کی عمارت نئے سرے سے کھڑی کی جاسکتی ہے، علم وتحقیق کی دنیا سے الگ ہٹ کر اگر اس میں درج علاج کے طریقوں کو اپنایا جائے اور غذا اور پھلوں کے ذریعہ علاج کا جو مشورہ طب نبوی ﷺ کی روشنی میں دیا گیا ہے، اس کو برتا جائے تو بہت ساری بیماریوں سے ہم نجات پاسکتے ہیں۔ میں حکیم صاحب کو اس اہم کتاب کی تالیف پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کا فائدہ عام وتام فرمائے۔

فتنوں سے بچیے

ماسٹر نور الحق صاحب سے میری واقفیت کی مدت تیس سالوں سے زائد پر محیط ہے، میں نے ان میں صالحیت اور صلاحیت دونوں محسوس کیا ہے، مذہب سے لگاؤ کی وجہ سے ان کے اندر علماء کی قدردانی اور مذہبی کتابوں کے مطالعہ کا شوق شروع سے رہا ہے اور اس مطالعہ نے ان کی زندگی کو ایک رخ دیا، اور عملی زندگی گزارنے پر ان کے ایمان ویقین کو پختہ سے پختہ تر کردیا ہے۔ ایک بڑی خوبی ان کے اندر یہ رہی ہے کہ مطالعہ کے دوران جو چیزیں پسند آئیں ان کو حاصل مطالعہ کے طور پر لکھتے رہے، پھر ان کو موضوعاتی اعتبار سے جمع کرنے کا خیال ہوا تو انہوں نے ایسی تحریروں کو جو فتنوں سے متعلق تھیں یکجا کردیا اس طرح تاریخی پس منظر میں اچھی خاصی چیزیں جمع ہوگئیں، یہ چیزیں جہاں سے لی گئی ہیں، اس کا حوالہ بھی جابجا انہوں نے دیا ہے۔

میں نے اس کتاب کا مطالعہ جستہ جستہ کیا ہے، امارت شرعیہ نے ہم لوگوں کا مزاج اس طرح بنا دیا ہے کہ اختلافی موضوعات کو زیر بحث نہ لایا جائے اور اگر بحث ضروری ہو تو مثبت اپروچ پیش کیا جائے، بدعت سے نفرت پیدا کرنی ہو تو سنت کی اہمیت اجاگر کی جائے، اختلاف کی شناعت بتانی ہو تو اتحاد کے فوائد زیر بحث لائے جائیں، اس لیے اس قسم کے اختلافی مضامین پڑھنے پر طبیعت مائل نہیں ہوتی، لیکن ماسٹر صاحب کی خواہش کے احترام میں کچھ نہ کچھ پڑھ لیا اور احساس ہوا کہ بعض اچھے مضامین اس کتاب میں آگئے ہیں، بعض اختلافی موضوعات بھی ہیں، جن پر بحث کی اچھی خاصی گنجائش موجود ہے، ماسٹر صاحب نے جواز وعدم جواز کی بحثیں جو لکھی ہیں، وہ بھی کہیں سے منقول ہی ہیں، کیونکہ ماسٹر صاحب اپنے مقام ومنصب کو خوب سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ جواز وعدم جواز پر بحث ان کے مقام ومنصب سے اوپر کی چیز ہے، اس لیے اسے بھی حاصل مطالعہ کے طور پر دیکھنا چاہیے۔

فتنوں کے انسداد کے لیے فتنوں سے واقفیت ضروری ہے، ماسٹر نور الحق صاحب نے اس کتاب میں چند فتنوں سے واقفیت بہم پہنچائی ہے، فتنے اور بھی ہیں جس کی طرف ماسٹر صاحب کی نگاہ نہیں گئی ہے، اس دور کا سب سے بڑا فتنہ مختلف عنوانات سے مسلمانوں کے اتحاد واتفاق کو پارہ پارہ کرنا ہے، فروعی مسائل کو اصولی بنا کر اور انہیں اسٹیج کی زینت بنا کر مسلمانوں کو لڑانا بعض حضرات کا محبوب مشغلہ بن گیا ہے، باطنیت اور قرامطہ وغیرہ جیسے فتنے تو تاریخ کا حصہ بن گئے ہیں؛ لیکن یہ فتنہ اس قدر ہمارے رگ وپے میں سرایت کر گیا ہے کہ مسلمانوں کی ساری قوت وتوانائی اس کی نظر ہوکر رہ گئی ہے، ماسٹر صاحب اگر اس صورت حال سے متعلق بھی کچھ اقتباسات جمع کرتے تو یہ کتاب زیادہ جامع ہوتی اور آج کے پس منظر میں زیادہ مفید بھی، اللہ کرے یہ کتاب فتنوں کے اس دور میں مسلمانوں کو صراط مستقیم پر گامزن کرسکے، اگر ایسا ہوا تو سمجھئے کہ مؤلف کی محنت ٹھکانے لگی۔

رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات

مولانا محمد شبلی القاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ

رمضان المبارک کا مہینہ بندۂ مومن کیلئے خاص عطیہ الٰہی ہے یہ نیکیوں کا موسم بہار اور گناہوں کا موسم خریف ہے، رمضان کا لفظ رمض سے مشتق ہے جس کے معنی جلا دینے کے ہیں چوں کہ اس ماہ میں عبادت کرنے والوں کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور معاصی کے اثرات جلا کر ختم کردیئے جاتے ہیں، اس لئے اس ماہ کو رمضان کہتے ہیں۔

رمضان المبارک کی دو بڑی امتیازی شان ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کو تمام مہینوں کا سردار قرار دیا ہے، ایک امتیاز تو یہ ہے کہ اس مبارک مہینہ میں قرآن کریم کا نزول ہوا، دوسرے یہ کہ بہیمیت اور نفس پرستی کی بری عادات سے نجات اور انسانی قالب میں ملکوتی مزاج وکمالات فروغ دینے کی غرض سے پورے ایک ماہ کا روزہ فرض کیا گیا، نزول قرآن اور روزے کی فرضیت نے اس ماہ کو سراپا خیر وبرکت اور رشد وہدایت کا سرچشمہ بنا دیا ہے، رسول پاک علیہ السلام شعبان سے ہی رمضان المبارک کی عبادتوں کی تیاری میں لگ جاتے تھے، اپنے اصحاب اور متعلقین کو بھی رمضان المبارک کی آمد سے پہلے ہی رمضان المبارک کی عبادت کے لئے مستعد فرماتے اور رمضان المبارک کے فضائل ومسائل بتاتے، احادیث کی کتابوں میں رسول پاک کی شعبان المعظم کی عبادت، کثرت سے روزہ رکھنے اور صحابہ کرام کو رمضان المبارک کے لئے مستعد کرنے کا تذکرہ بکثرت موجود ہے۔

جب رمضان المبارک کا مہینہ آجاتا تو آپ اپنے رب کی عبادت میں ایسے مستغرق ہوجاتے گویا دنیا بھول جاتے۔ رسول پاک کے رمضان المبارک میں جو معمولات ہوا کرتے وہ اختصار کے ساتھ ذیل کے سطور میں درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ امت کے لئے عمل کی راہ ہموار ہوسکے۔

روزہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا اور اہم عمل پورے ماہ روزہ رکھنے کا تھا۔ روزہ رکھنا عاقل وبالغ اور تندرست مسلمانوں پر فرض ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فمن شهد منكم الشهر فليصمه (سوره البقرة ١٨٥) جو کوئی رمضان کا مہینہ پائے اس پر لازم ہے کہ روزہ رکھے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے **یا ایها الذین آمنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم** . اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے قوموں پر روزہ فرض کیا گیا تھا۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اتاكم شهر رمضان شهر مبارك فرض الله عليكم صيامه (نسائی) رمضان کا مبارک مہینہ تمہارے سروں پر ہے اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کا روزہ رکھنا تم پر فرض کیا ہے۔

رمضان کے روزہ کی فرضیت پر پوری امت کا اجماع ہے اور اس کا منکر کافر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے والوں کو مغفرت کی بشارت دی ہے: من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه (بخاری ومسلم) جو کوئی ثواب کی نیت سے روزہ رکھے گا تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ جس طرح روزہ رکھنے کا بے انتہا اجر وثواب بتایا اس طرح روزہ نہ رکھنے کو ہلاکت وذلت اور دنیوی واخری بربادی کا سامان بتایا۔ ارشاد فرمایا: ان جبرئيل اتاني فقال من ادرك شهر رمضان فلم يغفر له فدخل النار فابعد الله قل آمين فقلت آمين (رواه ابن خزيمه و ابن حبان) جبرئیل امین میرے پاس آئے جس وقت میں مسجد میں ممبر پر قدم ڈال رہا تھا اور کہا کہ جس کی رمضان المبارک میں معافی نہ ہوسکے یعنی جو شخص رمضان میں عبادت نہ کرسکے وہ جہنم میں داخل ہو اور اللہ تعالیٰ کی لعنت اس پر ہو، اے محمد اس بددعا پر آپ آمین کہئے، چنانچہ میں نے آمین کہا، غور کیجئے جبرئیل امین بددعا دیں اور سید المرسلین اس پر آمین کہہ دیں تو رمضان المبارک کے ناقدروں کی ہلاکت وتباہی میں کیا شک رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے!

روزہ کو کمزور کرنے والی چیزیں:

جس طرح روزہ رکھنا ضروری اور اہم عمل ہے اسی طرح روزہ رکھ کر گناہ کے کاموں سے بچنا بھی لازمی اور ضروری ہے، ورنہ روزہ رکھنا بے سود اور غیر مفید ہوجاتا ہے، خصوصا اپنی زبان پر کنٹرول رہے، غیبت، جھوٹ، شکوہ وشکایات چغلی اور فحش باتوں، قبیح عمل اور برے اخلاق وعادات سے اجتناب کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من لم يدع قول الزور والعمل به والجهل فليس لله حاجة فى ان يدع طعامه و شرابه (بخاری) جو شخص روزہ رکھ کر گناہ اور جہالت کی باتیں نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے سے کوئی سروکار نہیں، ایک حدیث میں ارشاد نبوی ہے۔ رب صائم ليس له من صيامه الا الجوع وليس له من قيامه الا السحر بہت سے روزہ داروں کو روزہ کا ثواب نہیں ملتا وہ بیکار بھوکا ہے اور بہت سے شب بیداروں کو بھی ثواب نہیں ملتا وہ بیکار جاگ رہا ہے۔ نبی رحمت نے روزہ داروں کو واضح ہدایت دی۔ الصيام جنة فاذا كان يوم صيام احدكم فلا يرفث ولا يفسق فان سابه احد او قاتله فليقل انى صائم (بخاری ومسلم) روزہ گناہوں سے بچنے کے اعتبار سے مثل ڈھال ہے، لہذا جو کوئی روزہ سے ہو وہ گناہ اور فسق وفجور کے کام نہ کرے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا مارے تو بھی روزہ دار کا فرض ہے کہ وہ گالم گلوج نہ کرے اس کی زبان پر صرف ایک ہی رٹ ہو بھائی میں روزہ سے ہوں، بھائی میں روزہ سے ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا عمل تراویح:

نماز عشاء کے فورا بعد تراویح کی نماز رمضان المبارک میں سنت ہے، اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز ادا کیا لیکن چند دنوں کے بعد یہ سوچ کر ترک کردیا کہ کہیں میری پابندی اور صحابہ کے شوق ورغبت کو دیکھ کر فرض نہ کردی جائے اور بعد میں میری امت اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرکے گنہ گار نہ ہو۔

امام بخاری وامام مسلم نے اپنی صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے روایت اس طرح نقل کی ہے۔

ان النبى صلى الله عليه وسلم صلى فى المسجد ذات ليلة وصلى بصلاته ناس ثم صلى من الثانية و كثر الناس ثم اجتمعوا من الليلة الثالثه او الرابعة فلم يخرج اليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما اصبح قال قد رأيت الذى صنعتم فلم يمنعنى من الخروج اليكم الا انى خشيت ان تفرض عليكم و كان ذالك فى رمضان (بخاری ومسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مسجد میں نفل نماز ادا کی جس میں صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ جماعت میں شریک ہوگئے، دوسری رات بھی آپ نے اسی طرح نماز پڑھی اور دوسری رات میں صحابیوں کی تعداد پہلی رات کے مقابلہ میں زیادہ جمع ہوگئی، تیسری رات پھر صحابہ کرام بڑی تعداد میں نماز کے لئے جمع ہو گئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر تک گھر میں ہی رہے مسجد میں تشریف نہیں لائے، جب فجر کی نماز کے لئے مسجد میں آئے تو صحابہ کرام کو منتظر دیکھ کر فرمایا: میں نے آپ لوگوں کے انتظار اور شوق ورغبت کو دیکھا ہے میں صرف اس ڈر کی وجہ سے آج کی رات تراویح کے لئے نہیں نکلا کہ کہیں یہ نماز بھی تم پر فرض نہ کردی جائے، اور یہ واقعہ رمضان کا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند فرمودہ نماز ہے، صرف امت پر شفقت ورحمت کے غلبہ کی وجہ سے کہ اگر میرے اور صحابہ کے اس عمل پر دوام کی وجہ سے اس کی فرضیت کا حکم نازل ہوجاتا ہے اور اس کے بعد میری امت کا کوئی شخص اس کی ادائیگی میں کوتاہی کرے گا تو وہ فرض چھوڑنے کا گنہ گار ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے جب شریعت مکمل ہوگئی اور فرضیت کا خدشہ باقی نہ رہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ہوا تو آپ نے صحابہ کرام کے مشورہ سے ایک امام قاری قرآن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں صحابہ کرام کے ساتھ بیس رکعات تراویح کی جماعت کا اہتمام کیا، جس پر اب تک امت کا عمل ہے، تراویح کی مسنونیت پر امت کا اجماع ہے۔ تراویح کی نماز کا بڑا ثواب ہے یہی فضیلت کیا کم ہے کہ پورا قرآن نماز کی حالت میں سننے کا موقع میسر ہوجاتا ہے، نیز بیس رکعات میں روزانہ چالیس سجدوں کی وجہ سے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے قرب ووصال کا خصوصی درجہ حاصل ہوجاتا ہے۔

قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت:

رمضان المبارک کے مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اہم معمول قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرنا بھی تھا، رمضان المبارک کو قرآن کریم سے خصوصی نسبت ہے کیوں کہ یہ نزول قرآن کا مہینہ ہے جس طرح دوسری نیکیوں کا اجر اس ماہ میں ستر گنا ہوجاتا ہے، اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت کا بھی اجر بڑھ جاتا ہے، اگر عام دنوں میں قرآن کریم کے ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں تو رمضان میں ستر گنا اضافہ کے ساتھ ایک حرف کی تلاوت پر سات سو نیکیاں نامہ اعمال میں درج ہوں گی، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: كان النبى صلى الله عليه وسلم اجود الناس و كان اجود ما يكون فى رمضان حين يلقاه جبريل فيدراسه القرآن و كان جبريل يلقاه كل ليلة فى رمضان فيدارسه القرآن فلرسول الله صلى الله عليه و سلم حين يلقاه جبريل اجود بالخير من الريح المرسلة (بخاری ومسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیکی کے کاموں میں لوگوں سے بہت زیادہ سبقت لے جانے والے تھے خاص طور سے رمضان المبارک کے مہینہ میں خیر کے کاموں میں بہت اضافہ ہوجاتا، رمضان میں جبرئیل امین کی بھی آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زیادہ ہوجایا کرتی تھی اور جبرئیل جب آتے تو قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا درس ضرور ہوتا تھا اور رمضان المبارک کی ہر رات جبرئیل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے، اس طرح تیز آندھی سے زیادہ رفتار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیکی کے کاموں کو انجام دیتے تھے، ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل امین ہر رمضان میں آتے اور آپس میں قرآن کریم ایک دوسرے کو سناتے ایک ختم سنانے کا معمول برابر رہا، اور جس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس سال دو مرتبہ پورا قرآن سنایا۔

ذکر ودعا:

یوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے، لیکن جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا تو ذکر واذکار تسبیحات واوراد میں بہت اضافہ ہوجاتا، کثرت ذکر کے ساتھ اس ماہ میں دعائیں بھی خوب کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام مسلمانوں کو اس ماہ میں کثرت سے ذکر اور دعا کرنے کا حکم دیا کہ اس ماہ میں دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں بالخصوص افطار کے وقت افطار سے پہلے دعاؤں میں مشغول ہونا چاہیے، رسول پاک کا ارشاد ہے: ثلاثة لا تردد عوتهم الصائم حتى يفطر الامام العادل ودعوة المظلوم (ترمذی) تین آدمیوں کی دعائیں رد نہیں ہوتی ہیں، روزہ دار کی افطار کے وقت، انصاف ور بادشاہ کی اور مظلوم کی، اسی طرح سحری کا وقت دعاؤں کی قبولیت کی گھڑی ہے، سحری کے لئے جب بیدار ہوں تو چاہئے کہ دعاؤں کا بھی اہتمام کریں ویسے رمضان کا ہر لمحہ قبولیت کا مقام ہے، تسبیحات میں، سبحان الله، الحمد لله و لا اله الا الله والله اكبر، اور درود شریف کے ساتھ استغفار وغیرہ کی کثرت کرے اسی طرح جن اعمال کے وقت جو دعا منقول ہے اس کا اس ماہ میں خصوصیت سے اہتمام کیا جائے۔

صدقات وخیرات کی کثرت:

ماہ رمضان المبارک میں غرباء ومساکین اور محتاجوں کا خاص خیال رکھنا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، اسی لئے رمضان المبارک کو غمخواری کا مہینہ بھی کہا جاتا ہے، روزہ کے مقاصد میں ایک مقصد یہ بھی ہے کہ غرباء اور محتاجوں سے احتیاج دور کرنے کی فکر کی جائے، ایک آدمی جب دن بھر بھوکا پیاسا رہ کر روزہ رکھتا ہے تو اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ لوگ کیسے زندگی گذارتے ہوں گے جن کے یہاں اکثر فاقہ ہی رہتا ہے، اس طرح بھوکوں کے بھوک کا احساس اہل ثروت کو روزہ کے ذریعہ سے ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جود وسخا کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، کبھی کوئی سائل آپ کے دروازہ سے محروم نہیں گیا۔ بخاری کی روایت ہے۔ عن انس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم احسن الناس واشجع الناس واجود الناس ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے بہتر، سب سے شجاع اور سب سے زیادہ سخی تھے، مگر رمضان المبارک میں سخاوت اور غرباء پروری کا رنگ ہی کچھ اور ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کی سخاوت رمضان المبارک میں تیز وتند آندھی سے بھی زیادہ آگے چلتی تھی۔

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

زکوٰۃ کیسے ادا کریں؟

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

زکوٰۃ کے معنی اور حکم:

زکوٰۃ کے معنی پاکیزگی، بڑھوتری اور برکت کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:

''اُن کے مال سے زکوٰۃ لو؛ تاکہ اُن کو پاک کرے اور بابرکت کرے اُس کی وجہ سے، اوردعادے اُن کو''۔ (سورۃ التوبہ ۱۰۳)

شرعی اصطلاح میں مال کے اُس خاص حصہ کوزکوٰۃ کہتے ہیں، جس کواللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فقیروں محتاجوں کو دے کرانہیں مالک بنا دیا جائے۔

قرآن کریم کی آیات اور حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے زکوٰۃ کی فرضیت ثابت ہے، جوشخص زکوٰۃ کے فرض ہونے کا انکار کرے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت ابتداء اسلام میں ہی مکہ مکرمہ کے اندرنازل ہوچکی تھی، جیسا کہ امام تفسیر علامہ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا ہے، البتہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءِ اسلام میں زکوٰۃ کے لئے کوئی خاص نصاب، یا خاص مقدار مقرر نہ تھی؛ بلکہ جو کچھ ایک مسلمان کی اپنی ضرورت سے بچ جاتا، اُس کا ایک بڑا حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جاتا تھا۔نصاب کا تعین اور مقدارِزکوٰۃ کا بیان مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ہوا۔

زکوٰۃ اور رمضان:

زکوٰۃ کا رمضان میں ہی نکالنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ اگرہمیں صاحب نصاب بننے کی تاریخ معلوم ہے تو ایک سال گزرنے پر فوراً زکوٰۃ کی ادائیگی کردینی چاہیے، خواہ کوئی سا بھی مہینہ ہو، مگرلوگ اپنے صاحب نصاب بننے کی تاریخ سے عموماًناواقف ہوتے ہیں اور رمضان میں ایک نیکی کا اجرستر گنا ملتا ہے تو اس لیے لوگ رمضان میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں اور پھر ہرسال رمضان میں ہی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، زکوٰۃ ایک سال مکمل ہونے سے قبل بھی نکالی جاسکتی ہے اور اگرکسی وجہ سے کچھ تاخیر ہوجائے تو بھی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؛ لیکن قصداً تاخیر کرنا صحیح نہیں ہے۔

زکوٰۃ کے فوائد:

زکوٰۃ ایک عبادت ہے، اللہ کا حکم ہے، زکوٰۃ نکالنے سے ہمیں کوئی منفعت حاصل ہو، یا نہ ہو، کوئی فائدہ ملے، یانہ ملے، اللہ کے حکم کی اطاعت بذات خود مقصود ہے۔اصل مقصد تو زکوٰۃ کا یہ ہے؛ لیکن اللہ کا کرم ہے، جو کوئی بندہ زکوٰۃ نکالتا ہے تو اللہ اُس کو دنیاوی فوائد بھی عطا فرماتے ہیں، اُن فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی باقی مال میں برکت، اضافہ اور پاکیزگی کا سبب بنتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:

''اللہ سود کو مٹاتا ہے اور زکوٰۃ اور صدقات کو بڑھاتا ہے''۔ (سورۃ البقرہ:۲۷۶)

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جب کوئی بندہ زکوٰۃ نکالتا ہے تو فرشتے اُس کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! جوشخص اللہ کے راستے میں خرچ کررہا ہے، اس کواور زیادہ عطافرما اور اے اللہ! جس شخص نے اپنے مال کو روک کر رکھ رہا ہے اور زکوٰۃ ادانہیں کررہا ہے تو اے اللہ اس کے مال پر ہلاکت ڈالے۔

نیز حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ کوئی صدقہ کسی مال میں کمی نہیں کرتا ہے۔ (ترمذی)

زکوٰۃ کس پر فرض ہے:

اُس مسلمان عاقل بالغ پر زکوٰۃ فرض ہے، جوصاحبِ نصاب ہو۔نصاب کا اپنی ضرورتوں سے زیادہ اورقرض سے بچا ہوا ہونا شرط ہے، نیز مال پر ایک سال گزرنا بھی ضروری ہے، لہذا معلوم ہوا کہ جس کے پاس نصاب سے کم مال ہے، یامال تو نصاب کے برابر ہے؛ لیکن وہ قرض دار بھی ہے، یامال سال بھر تک باقی نہیں رہا تو ایسے شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔۸۸ر گرام سونا، یا۲۱۶ر گرام چاندی، یا۲۱۶ر گرام چاندی کی قیمت کے برابر نقدروپیہ، یاسامانِ تجارت وغیرہ جس شخص کے پاس موجود ہے اور اُس پرایک سال گزر گیا ہے تو اُس کو صاحبِ نصاب کہا جاتا ہے۔

غرضیکہ اگرکسی شخص کے پاس صرف سونا ہے تو وزن یعنی ۸۸ر گرام سونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی، اگرکسی شخص کے پاس صرف چاندی ہے تو وزن؛ یعنی ۲۱۶ر گرام چاندی پر زکوٰۃ واجب ہوگی؛ لیکن اگرسونا، چاندی اور نقدی مشترک ہے، یا صرف نقدی ہے تو۲۱۶ر گرام چاندی کی قیمت کے برابر پیسہ ایک سال سے زیادہ موجود ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوجائے گی۔

مال تجارت میں زکوٰۃ کے وجوب کے لیے دومزید شرطیں ہیں: بیچنے کی نیت سے خریدی تھی اوراب تک بیچنے کی نیت باقی ہے۔

گھر کے سازوسان حتی کہ گاڑی وغیرہ پرکوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

زکوٰۃ کتنی ادا کرنی ہے:

اوپر ذکر کئے گئے نصاب پرصرف ڈھائی فیصد (2.5%) زکوٰۃ ادا کرنی ضروری ہے۔

سامان تجارت میں کیا کیا داخل ہے:

مال تجارت میں ہروہ چیز شامل ہے، جس کوآدمی نے بیچنے کی غرض سے خریدا ہو، لہذا جولوگ Investment کی غرض سے پلاٹ خرید لیتے ہیں اور شروع ہی سے یہ نیت ہوتی ہے کہ جب اچھے پیسے ملیں گےتو اس کوفروخت کرکے اس سے نفع کمائیں گے، تو اس پلاٹ کی مالیت پر بھی زکوٰۃ واجب ہے؛ لیکن پلاٹ اِس نیت سے خریدا کہ اگر موقع ہواتو اس پر رہائش کے لئے مکان بنوالیں گے، یا موقع ہوگا تواس کوکرائے پر چڑھادیں گے، یا کبھی موقع ہوگا تو اس کوفروخت کردیں گے؛ یعنی کوئی واضح نیت نہیں ہے؛ بلکہ ویسے ہی خریدلیا ہے، تو اس صورت میں اس پلاٹ کی قیمت پرزکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

کس دن کی مالیت معتبر ہوگی:

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اُس دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا، جس دن آپ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اپنے مال کا حساب لگا رہے ہیں، پرانے زیورات فروخت کریں تو وہ کتنے میں فروخت ہوں گے (جونئے زیورات کے مقابلہ میں عموماً ۲۰ر فیصد کم میں فروخت ہوتے ہیں) اُسی قیمت کا ڈھائی فیصد زکوٰۃ ادا کرنا ہوگا۔

سونے یا چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ:

خیرالقرون سے عصر حاضر تک کے جمہور علماء وفقہاء ومحدثین قرآن وسنت کی روشنی میں عورتوں کے سونے، یاچاندی کے استعمالی زیور پر وجوب زکوٰۃ کے قائل ہیں، اگروہ زیور نصاب کے مساوی، یازائد ہواور اس پرایک سال بھی گزرگیا ہو۔

ہر ہر روپے پر سال کا گزرنا ضروری نہیں:

ایک سال مال پر گزرجائے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہرسال ہر ہر روپئے پر مستقل سال گزرے؛ یعنی گزشتہ سال رمضان میں اگرآپ ۵ر لاکھ روپئے کے مالک تھے، جس پر ایک سال بھی گزرگیا تھا، زکوٰۃ ادا کردی گئی تھی۔اِس سال رمضان تک جورقم آتی جاتی رہی، اُس کا کوئی اعتبار نہیں، بس اِس رمضان میں دیکھ لیں کہ آپ کے پاس اب کتنی رقم ضروریات سے بچ گئی ہے اور اُس رقم پر زکوٰۃ ادا کردیں، مثلاً: اِس رمضان میں ۶ر لاکھ روپے آپ کے پاس ضروریات سے بچ گئے ہیں تو ۶ر لاکھ کا 2.5% زکوٰۃ ادا کردیں۔

مستحقین زکوٰۃ یعنی زکوٰۃ کس کو ادا کریں:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ کی آیت نمبر:۶۰ میں ۸ر مستحقین زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے:

(۱) فقیر؛ یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ تھوڑا مال واسباب ہے؛ لیکن نصاب کے برابر نہیں۔

(۲) مسکین؛ یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔

(۳) جوکارکن زکوٰۃ وصول کرنے پر متعین ہیں۔

(۴) جن کی دلجوئی کرنا منظور ہو۔

(۵) وہ غلام جس کی آزادی مطلوب ہو۔

(۶) قرضدار؛ یعنی وہ شخص جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو اور اُس کے پاس قرض سے بچا ہوا بقدر نصاب کوئی مال نہ ہو۔

(۷) اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا۔

(۸) مسافر جو حالت سفر میں تنگدست ہوگیا ہو، غرضیکہ وہ حضرات جوصاحب نصاب نہیں ہیں، اُن کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے:

اُس شخص کوجس کے پاس ضروریاتِ اصلیہ سے زائد بقدرِ نصاب مال موجود ہو۔سیّد حضرات اور بنی ہاشم، بنی ہاشم سے حضرت حارثؓ بن عبدالمطلب، حضرت جعفرؓ، حضرت عقیلؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کی اولاد مراد ہیں۔

اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔اپنے بیٹے، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی کوزکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کوزکوٰۃ نہیں دے سکتی ہے۔کافر کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی ہے۔

نوٹ:

بھائی، بہن، بھتیجہ، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، ساس، سسر، داماد وغیرہ میں سے جو حاجتمند اور مستحقِ زکوٰۃ ہوں، انہیں زکوٰۃ دینے میں دوہرا ثواب ملتا ہے، ایک ثواب زکوٰۃ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔

کسی تحفہ، یا ہدیہ کے شکل میں بھی اِن مذکورہ رشتہ داروں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

زکوٰۃ نہ نکالنے پر وعید:

سورۃ التوبہ آیت نمبر ۴۳۔۵۳ میں اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لیے بڑی سخت وعید بیان فرمائی ہے، جو اپنے مال کی کما حقہ زکوٰۃ نہیں نکالتے، اُن کے لیے بڑے سخت الفاظ میں خبردی ہے، چنانچہ فرمایا کہ جو لوگ اپنے پاس سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اُس کواللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے تو (اے نبی) آپ اُن کوایک دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے؛ یعنی جولوگ اپنا پیسہ، اپنا روپیہ، اپنا سونا چاندی جمع کرتے جارہے ہیں اور اُن کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، اُن پر اللہ نے جوفریضہ عائد کیا ہے اُس کو ادانہیں کرتے، اُن کو یہ وعید سنادیجئے کہ ایک دردناک عذاب اُن کا انتظار کررہا ہے۔پھر دوسری آیت میں اُس دردناک عذاب کی تفصیل ذکر فرمائی کہ یہ دردناک عذاب اُس دن ہوگا جس دن سونے اور چاندی کوآگ میں تپایا جائے گا اور پھر اُس آدمی کی پیشانی، اُس کے پہلو اور اُس کی پشت کو داغا جائے گا اور اس سے یہ کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ خزانہ، جوتم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، آج تم اس خزانے کا مزہ چکھو، جوتم اپنے لیے جمع کررہے تھے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس انجام بد سے محفوظ فرمائے۔(آمین)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جب مال میں زکوٰۃ کی رقم شامل ہوجائے؛ یعنی پوری زکوٰۃ نہیں نکالی؛ بلکہ کچھ زکوٰۃ نکالی اور کچھ رہ گئی تو وہ مال انسان کے لئے تباہی اور ہلاکت کا سبب ہے۔لہذا اس بات کا اہتمام کروکہ ایک ایک پائی کا صحیح حساب کرکے زکوٰۃ ادا کرو۔

زکوٰۃ سے متعلق چند متفرق مسائل:

زکوٰۃ جس کو دی جائے، اُسے یہ بتانا کہ یہ مالِ زکوٰۃ ہے ضروری نہیں؛ بلکہ کسی غریب کے بچوں کوعیدی، یاکسی اور نام سے دے دینا بھی کافی ہے۔دینی مدارس میں غریب طالب علموں کے لئے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

زکوٰۃ کی رقم کو مساجد، ہسپتال، یتیم خانے اور مسافر خانے کی تعمیر میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔

اگرعورت بھی صاحبِ نصاب ہے تو اُس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے، البتہ اگر شوہر خود ہی عورت کی طرف سے بھی زکوٰۃ کی ادائیگی اپنے مال سے کردے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

منی پور میں اقلیتوں کے درمیان بڑھتا ہوا عدم تحفظ کا احساس

محمد چنگیز خان (روزنامہ دی انڈین ایکسپریس نئی دہلی، ۲۰۱۸/۵/۲۱ء)
ترجمہ: سید محمد عادل فریدی

ادھر چند برسوں میں پورے ملک میں اقلیتوں کو عدم تحفظ کا جو احساس ہو رہا ہے وہ آزادی کے بعد اتنا کبھی بھی نہیں ہوا جو حالیہ چند برسوں میں دیکھنے میں آیا ہے۔ منی پور میں رہنے والے مقامی مسلمان جنہیں پنگل کہا جاتا ہے، وہ بھی کچھ دنوں سے عدم تحفظ کے احساس کے تحت زندگی گذار رہے ہیں۔ حالانکہ پچھلی تین دہائیوں سے منی پوری معاشرے میں فرقہ واریت کا زہر دھیرے دھیرے پھیل رہا ہے۔ لیکن سال گزشتہ جب سے منی پور میں بی جے پی اتحاد والی حکومت وجود میں آئی ہے، اس فرقہ وارانہ ذہنیت میں اچانک بہت زیادہ تیزی آگئی ہے۔ اب منی پور میں پنگل مسلمانوں کے اندر عدم تحفظ کے احساس میں قابل ذکر اضافہ ہو رہا ہے اور ان خدشات کو آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔

منی پور سے باہر مختلف وجوہات کی بنا پر بموقع ہجرت کرنے کی وجہ سے پنگل برادری کے لوگ آسام، میانمار (برما) اور بنگلہ دیش کے بھی کچھ حصوں میں پائے جاتے ہیں۔

ادھر کچھ دنوں سے پنگلوں کے رہائشی علاقوں میں مختلف بہانوں سے حکومت کی جانب سے چڑھائی کا سلسلہ جاری ہے۔ باغیوں، غیر قانونی تارکین وطنوں اور سماج مخالف عناصر (بنیادی طور پر منشیات کے اسمگلرز) کو تلاش کرنے کے نام پر پنگل باشندے حکومت کی طرف سے نشانہ بنائے جا رہے ہیں...... کیا حکومت کے ان اقدامات کو نقل مکانی کی سیاست کے زاویہ سے دیکھا جانا چاہئے؟ یا یہ اقدامات ایک سماجی، ثقافتی و مذہبی انفرادیت کو نشانہ بنانے کی غرض سے ہیں؟ یا ان اقدامات سے حکومت کا مقصد ایک اقلیتی طبقہ کا استعمال کر کے پورے منی پور کو زعفرانی رنگ میں رنگنا ہے؛ جیسا کہ بی جے پی ملک کے دوسرے حصوں میں کر رہی ہے؟

حکومت کے کچھ حالیہ اقدامات اس مسئلے پر روشنی ڈالنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ مثلاً منی پور حکومت پیڈی کنزرویشن ایکٹ 2014 (تحفظ دھان قانون 2014) کا استعمال کرتے ہوئے مغربی امپھال کے منتری پکھری میں شہری قرار دیے گئے علاقوں اور پٹہ کی زمینوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور اس ضمن میں وہ پنگل لوگوں کے گھروں پر بے دردی سے بلڈوزر چلا رہی ہے۔

اسی طرح فاریسٹ کنزرویشن ایکٹ (تحفظ جنگلات قانون) کا استعمال کرتے ہوئے چھیتری بنگون، اوانگ، چنگ اور مکھونگ گاؤں کے پنگل باشندوں (جو وہاں ۱۹۷۰ء سے رہ رہے ہیں) کو شو کاؤز (وجہ بتاؤ) نوٹس بھیجا گیا ہے، لیکن پنگل کے علاوہ دوسری برادریاں جو وہاں رہ رہی ہیں جیسے میتیز اور قبائیلی وغیرہ کو نوٹس نہیں بھیجا گیا ہے۔

اسی طرح سے مشرقی امپھال ضلع کے جری بام اسمبلی حلقہ کے اوکھرول علاقہ میں سکریٹریٹ کمپلیکس کی تعمیر کے لیے ایک مسجد کی زمین پر قبضہ کر کے تجاوزات ہٹانے کے نام پر غیر ضروری تنازع کھڑا کیا گیا جب کہ وہ قدیم اور مشہور مسجد ہے اور وہ جگہ بھی عرصے سے مسجد کے نام پر رجسٹرڈ تھی۔ اس کے علاوہ جری بام اسمبلی حلقہ کے ایم ایل اے اصحاب الدین کو غیر منی پوری ہونے کی وجہ سے نشانہ بنایا گیا اور ان کو بلا وجہ پریشان کیا گیا۔ یہ ریاست میں ایک نئے سیاسی محاذ کی تشکیل کی صرف چند مثالیں ہیں...... ورنہ اس جیسی صورت حال کا سامنا اقلیتوں کو مسلسل کرنا پڑ رہا ہے۔

صوبہ منی پور میں مسلمانوں کا بسنا سترہویں صدی کے اوائل میں ہی شروع ہو گیا تھا جس وقت صوبے میں راجہ کھگیمپا (۱۵۹۷۔۱۶۵۲ء) کی حکومت تھی۔ ہمیشہ مسلمانوں نے یہاں کے مقامی باشندوں سے قریبی رشتہ رکھا اور صوبہ میں آپسی اتحاد و اتفاق اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی عمدہ مثال پیش کی۔ ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے اعتبار سے منی پور کی کل آبادی میں مسلمانوں کا تناسب ۸ء۴ فیصد ہے۔ اور یہ بات بھی نہیں بھولنی چاہئے کہ جب منی پور کو ایک مکمل ریاست کا درجہ حاصل ہوا تو اس کے سب سے پہلے وزیر اعلیٰ محمد علیم الدین پنگل برادری سے ہی تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے منی پور کی معاشی، سماجی اور تعلیمی ترقی کے لیے کئی نمایاں کام کیے۔ ان کے ذریعہ کیے گئے اہم کاموں میں چانچی میں منی پور یونیورسٹی کا قیام، لامپھیل میں ریجنل انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس (RIMS) کا قیام، منی پور پبلک سروس کمیشن (MPSC) کا قیام اور ۱۹۷۲ء میں سکینڈری ایجوکیشن بورڈ کا قیام وغیرہ شامل ہیں۔

اس سے بہت پہلے ۱۶۰۶ء میں مسلم فوج کے کمانڈران چیف محمد ثانی اور اس کی فوج نے راجہ کو فوجی حکمت عملی اور ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے قبائیلیوں کے حملوں سے بچایا تھا۔ اسی طرح پنگل لوگوں نے کباؤ میں برمی حملہ آوروں سے لڑنے میں مدد کی تھی۔ ۱۸۹۱ء میں انگریزوں کے خلاف کھونگجام کی لڑائی میں ۴۶؍منی پوری مسلمانوں نے حصہ لیا تھا۔ ۱۹۳۹ء میں منی پوری مسلم خواتین نے بھی منی پور کی علاقائی سالمیت کو بچانے کے لئے ''نپی لین'' میں ہونے والی جنگ میں حصہ لیا تھا۔ نیز پنگل برادری نے دوسرے شعبوں مثلاً زبان، دھان کی پیداوار، ریوینیو، بُنائی، بڑھئی گری وغیرہ میں بھی اہم تعاون دیا ہے۔

اقلیتوں کے تئیں منی پور حکومت کے اس فرقہ وارانہ اور متعصّبانہ رویہ اور اقلیتوں کے خلاف ہونے والے حالیہ واقعات کے خلاف آل منی پور مسلم آرگنائزیشن کو آرڈینیٹنگ کمیٹی نے پنگل برادری کی دوسری سماجی تنظیموں اور سول سوسائٹی کے ساتھ مل کر منی پور کے مختلف علاقوں میں ۳۶؍گھنٹے کے بند کا اعلان کیا تھا، اس عظیم الشان خاموش احتجاجی مظاہرہ کے جواب میں منی پور کے وزیر اعلیٰ برین سنگھ کا سخت ترین ردعمل سامنے آیا۔ سب سے پہلے تو آل منی پور مسلم آرگنائزیشن کو آرڈینیٹنگ کمیٹی کو فرقہ وارانہ اور غیر قانونی قرار دینے کی کوشش کی گئی۔ اور اس خاموش احتجاج کو غیر قانونی قرار دے کر تنظیم کے ذمہ داروں کو قانونی شکنجے میں پھنسانے کے ہر ہتھکنڈے اپنائے گئے۔

وزیر اعلیٰ نے اپنے بیان میں کہا کہ ''اس آرگنائزیشن نے اس پروگرام کو فرقہ وارانہ بنانے کی کوشش کی ہے اور یہ پوری طرح غیر قانونی ہے، قانون سے اوپر کوئی نہیں ہے اور ہر شخص کو قانون کی پابندی کرنی چاہئے۔ نفرت انگیز سیاست مت کیجئے۔'' وزیر اعلیٰ نے مزید کہا کہ منتری پکھری میں جو کچھ ہوا وہ ان کی حکومت نے نہیں کیا تھا بلکہ سابقہ حکومتوں کے ذریعہ اس علاقے کے لیے بنائی گئی پالیسی کی بنیاد پر ہوا۔''

فی الحال سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ حکومت نے جن لوگوں کے گھروں کو منہدم کیا ہے ان کا گھر بنا کر دے، عمارتوں کی تعمیر بغیر کسی پوشیدہ ایجنڈے کے ہونی چاہئے۔ اور حکومت اس بات کی یقین دہانی کرائے کہ حکومت کا یہ پروجیکٹ اور اس کا کوئی اقدام لوگوں کو اقلیت، اکثریت قوم یا برادری کے نام پر تقسیم نہیں کرے گا۔

آل منی پور مسلم آرگنائزیشن کو آرڈینیٹنگ کمیٹی اور منی پوری مسلمانوں (پنگل برادری) کی نمائندہ تمام سول سوسائٹیز اور سماجی تنظیموں نے پر امن مظاہرہ کیا تھا۔ احتجاجی مظاہرہ سے پہلے ان لوگوں کی طرف سے متعدد میمورنڈم وزیر اعلیٰ کے دفتر کو دیے گئے تھے۔ لیکن منی پور بند کے پہلے ہی دن بہت سے مظاہرین پولیس کے حملہ میں شدید زخمی ہوئے۔ پولیس کے تشدد کے بعد وزیر اعلیٰ برین سنگھ نے اے ایم ایم او سی او کے صدر ایس ایم جلال اور دیگر ذمہ داران کو گفتگو کے لیے بلایا۔ اور دونوں پارٹیوں کے درمیان گفت وشنید اور افہام و تفہیم کے بعد فوری طور پر احتجاج ختم کر دیا گیا اس امید پر کہ ہو سکتا ہے جلد ہی اس کا کوئی قابل عمل حل نکل آئے اور سمجھوتہ ہو جائے۔

منی پور کے مسلمانوں کے اندر یہ احساس مضبوط ہو گیا ہے کہ موجودہ منی پوری حکومت ان کو دوسرے درجے کے شہری کی حیثیت سے دیکھتی ہے اور منصوبوں پر عمل درآمد کرنے اور قانون کے نفاذ میں ان کے ساتھ متعصّبانہ رویہ اپناتی ہے۔

دوسرے لفظوں میں کہیں تو منی پوری مسلمانوں کے اندر موجودہ حکومت کے رویے کی وجہ سے عدم تحفظ کا احساس تیزی سے فروغ پا رہا ہے۔ اس لیے حکومت کو چاہئے کہ وہ اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرے اور منصوبوں پر عمل درآمد کرنے کے اپنے طریقہ کار میں تبدیلی لائے۔ (اس لیے کہ ظلم اور نفرت کے ساتھ حکومت زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہتی: مترجم)

موبائل کی لت

شروع میں موبائل فون صرف فون تھا، لیکن اب یہ اتنا اسمارٹ ہو چکا ہے کہ ہم پوری دنیا مٹھی میں لے کر چلنے لگے ہیں، پر اس کا دوسرا پہلو بھی ہے، خاص طور سے بچوں اور نوجوانوں کے لیے موبائل نے ایک لت کی صورت اختیار کر لی ہے، طلبہ اور بچوں کے تعلق سے جو حقائق سامنے آئے ہیں، وہ حیرت انگیز ہیں، حال ہی میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور انڈین پاکیٹیکل سائنس ریسرچ کمیٹی کے ایک مشترکہ سروے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ کالج کے طلبہ ایک دن میں ڈیڑھ سو سے زیادہ بار اپنا اسمارٹ فون دیکھتے ہیں، تیئس فیصد طلبہ کا کہنا تھا کہ وہ روزانہ آٹھ گھنٹے سے زیادہ وقت موبائل کا استعمال کرتے ہیں، ۶۳؍فیصد طلبہ و طالبات نے یہ بات تسلیم کی کہ وہ چار سے سات گھنٹے روزانہ موبائل کا استعمال کرتے ہیں، یہ اعداد و شمار یہ بتاتے ہیں کہ موبائل ہماری زندگی پر اس قدر حاوی ہو گئے ہیں کہ ہم احتیاط سے اس کا استعمال نہیں کر پا رہے ہیں، بلکہ ہم خود اب موبائل کے قابو میں ہو گئے ہیں۔ ملک کے بیس مرکزی مرکزی یونیورسٹیوں میں کیے گئے اس سروے کا خلاصہ یہ ہے کہ جس تیزی کے ساتھ ہمارا انحصار موبائل فون پر بڑھتا جا رہا ہے، وہ صحت اور تعلیم کے لیے بہت ہی خطرناک ہے۔ حالانکہ آج موبائل فون ارسال و ترسیل، معلومات کے حصول اور تعلیم کے اہم ذرائع میں سے ایک ہے، اس لیے تعلیمی نقطۂ نظر سے بھی موبائل کا استعمال بہت ہی ضروری ہو گیا ہے، اس لیے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ہماری زندگی موبائل پر منحصر ہو چکی ہے، اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کا زیادہ استعمال ہمارے لیے بہت زیادہ خطرناک ہے، اور روز بروز اس کا حد سے زیادہ استعمال ہمیں خطرے کی جانب دھکیل رہا ہے تو پھر ایسی صورت حال میں اس کے خطرات اور نقصانات سے کیسے بچا جائے؟ روزمرہ کی زندگی میں اور موبائل کے استعمال میں تال میل کیسے بٹھایا جائے کہ یہ ہمارے لیے نقصاندہ ثابت نہ ہو؟ آج انفارمیشن اور ڈاٹا کا زمانہ ہے اس لیے اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ موبائل اس لحاظ سے ایک مضبوط اور فائدہ مند آلہ کی شکل میں اپنی جگہ بنا چکا ہے، ۸۰؍فیصد طلبہ و طالبات کے پاس اپنے موبائل فون ہیں، وہ ان کا استعمال انٹرنیٹ اور ایپس ڈاؤن لوڈ کرنے جیسی سہولتوں کے لیے کرتے ہیں، آج دنیا میں سوشل میڈیا کا استعمال بغیر موبائل کے ممکن ہی نہیں ہے۔

لیکن اس کے بہتر استعمال سے الگ اس کا ایک تاریک پہلو بھی ہے؛ وہ ہے موبائل کا غلط استعمال، چھوٹے بچے، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اور تیزی سے جوان ہوتی نئی نسل لگتا ہے اس کے خطروں سے بالکل انجان ہے۔ اسمارٹ فون کی لت نے بچوں سے ان کا بچپن چھین لیا ہے، اور وہ اپنے گھر اور خاندان سے کٹ کر موبائل کی دنیا میں جینے لگے ہیں، موبائل پر پورن (فحش ویڈیو و تصاویر) دیکھنا اور گیم کھیلنا ان کی تفریح کے سب سے بڑے ذرائع ہیں، حالات اتنے سنگین ہوتے جا رہے ہیں کہ اگر بچے سے موبائل لے لیا جائے تو وہ کیا کر بیٹھے گا کوئی نہیں جانتا۔ بچوں نے موبائل حاصل کرنے کے لیے یا والدین کے ذریعہ چھین لیے جانے کی صورت میں چوری، قتل اور خودکشی جیسے سنگین مجرمانہ قدم بھی اٹھائے ہیں۔ سڑکوں پر چلتے وقت اور گاڑی چلاتے وقت موبائل کا استعمال روزانہ ہی حادثوں کا سبب بن رہا ہے۔ سیلفی کے شوق نے نہ جانے کتنی زندگیاں چھین لی ہیں۔ اسمارٹ فون کا زیادہ استعمال ڈپریشن، بے خوابی، بے چینی جیسی بیماریوں کو جنم دے رہا ہے۔ ایسی صورت میں یہ بڑا چیلنج ہے کہ اسمارٹ فون کا استعمال ضرورت کے مطابق کیا جائے اور اس کی لت سے بچا جائے۔ خاص کر اپنے نونہالوں کو اس سے دور رکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ (بحوالہ اداریہ روزنامہ جن ستا، مورخہ ۲۲؍مئی ۲۰۱۸ء: **ترجمہ سید محمد عادل فریدی**)

اخبارِ جہاں

سید محمد عادل فریدی

بنگلہ دیش میں منشیات اسمگلروں کے خلاف کارروائی میں ۹/افراد کی موت

بنگلہ دیش کے فینی ، کیوملا اور ماگورا ضلاع میں منشیات کے اسمگلروں کے خلاف جمعہ کے دن پولیس کی کارروائی میں نو مشتبہ لوگ مارے گئے ۔ پولیس نے منشیات کے اسمگلروں کے خلاف کارروائی میں ۱۲/مئی سے اب تک ۵۵/لوگوں کے مارے جانے کی تصدیق کی ہے ۔فلغاعی تھانہ کے انچارج افسر ہمایوں کبیر نے بتایا کہ پولیس نے فینی میں منشیات کی اسمگلنگ کی خفیہ اطلاع کی بنیاد پر چھاپے مارے ۔(یواین آئی)

کیوبا میں ہوائی جہاز حادثہ کے پرواز ڈاٹا ریکارڈر برآمد

کیوبا کی تلاش کرنے والی ٹیموں نے جمعہ کو حادثے کا شکار طیارہ کے پرواز کا ڈاٹا ریکارڈ برآمد کرلیا ہے ۔کیوبا کے سرکاری ٹیلی ویژن چینل نے جمعرات کی شام اپنی رپورٹ میں یہ معلومات فراہم کی ۔ ہوائی جہاز کا کاکپٹ وائس ریکارڈر پہلے ہی مل چکا ہے ۔ان دونوں کو ”بلیک بکس“ کہا جاتا ہے اور حادثے کے سبب کا پتہ لگانے کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے ۔واضح رہے کہ کیوبا کے دارالحکومت ہوانا کے ہوجے ماٹی ایئرپورٹ کے قریب گزشتہ جمعہ کو ہونے والے طیارہ حادثے میں ۱۱۳/افراد ہلاک ہوگئے تھے ۔حادثے کا سبب ابھی تک پتہ نہیں چل سکا ہے ۔(یواین آئی)

جی سیون کا وینزویلا کے الیکشن کے نتائج کو تسلیم کرنے سے انکار

دنیا کے سات امیر اور صنعتی ملکوں کے گروپ جی سیون نے جنوبی امریکی ملک وینزویلا کے صدارتی انتخابات کو مسترد کر دیا ہے ۔جی سیون کے ممالک برطانیہ، جرمنی، فرانس، کینیڈا، امریکہ، اٹلی اور جاپان کی جانب سے جاری ہونے والے مشترکہ بیان میں کہا گیا کہ نکولس مادورو کا انتخاب بنیادی بے قاعدگیوں سے عبارت ہے اور انہیں جائز اور شفاف نہیں قرار دیا جاسکتا ۔ان ملکوں کے ساتھ ساتھ یوروپی یونین نے بھی مادورو کے الیکشن کو مسترد کر دیا ہے ۔(یواین آئی)

صومالیہ میں تاریخ کا خطرناک طوفان ؛ پچاس سے زائد افراد ہلاک

افریقی ملک صومالیہ میں طوفان اور بادوباراں کے نتیجے میں پچاس سے زیادہ افراد ہلاک اور متعدد لاپتہ ہوگئے ۔ غیرملکی خبررساں ادارے کے مطابق ”ساگر“ نامی سائیکلون نے صومالیہ میں زبردست تباہی مچائی ۔مقامی عہدے داروں کا کہنا تھا کہ ”ساگر“ اس علاقے کی تاریخ کا اب تک کا سخت ترین طوفان ثابت ہوا ہے ۔موغادیشو کے علاقے میں طوفان سے کم از کم ۱۲/افراد ہلاک ہوئے جبکہ صومالی دارالحکومت میں شدید بارشوں نے ۳۰۰/سے زیادہ مکان منہدم کردیے ۔عہدے داروں کا کہنا تھا کہ عودل، ساحل اور سلال کے علاقوں میں کم از کم ۳۵/افرد ہلاک ہوگئے جب کہ لوگوں نے بتایا کہ زیادہ تر اموات پانی کے ریلوں میں بہہ جانے کے نتیجے میں ہوئیں ۔صومالی لینڈ کے صدر موسیٰ عبدی نے کہا کہ ۱۲/افراد زخمی ہوئے ہیں جبکہ ۲۷/ابھی تک لاپتہ ہیں ۔ بیان میں کہا گیا کہ طوفان سے ۷/لاکھ ۷۰/ہزار کے لگ بھگ لوگ متاثر ہوئے ۔ بڑے پیمانے پر فصلیں تباہ ہوگئی ہیں اور ۸۰/فی صد مویشی ہلاک ہوگئے ۔عہدے داروں نے بین الاقوامی کمیونٹی سے مدد کی اپیل کی ہے ۔صومالی حکومت اور اقوام متحدہ کی جانب سے حالیہ سیلاب سے متاثرہ جنوب وسطی علاقوں کے لیے ۸/کروڑ ڈالر کی فوری مدد کی درخواست کی گئی ہے ۔(یواین آئی)

نوعمر لڑکی کی دوگنی عمر کے آدمی سے جبری شادی کروانے پر ماں مجرم قرار

برطانیہ میں ایک خاتون کو اپنی ۱۳/سال کی بیٹی کی پاکستان میں جبری شادی کروانے اور اس کے نتیجے میں حاملہ کرنے کا مجرم قرار دیا ہے ۔خاتون نے جس رشتہ دار سے اپنی بیٹی کی شادی کروانے کی کوشش کی وہ اس سے دوگنی عمر کا تھا ۔خاتون نے ۱۳ سالہ اس لڑکی کو دھوکے سے پاکستان لے جا کر اس کی شادی اس سے ۱۶/سال بڑے آدمی سے کروا دی گئی ۔حاملہ ہونے کے بعد برطانیہ لوٹنے پر لڑکی نے ابارشن کروا دیا ۔عدالت کو بتایا گیا کہ لڑکی کی ماں نے اس سے زبردستی نکاح نامہ پر دستخط کروائے تھے ۔مقدمے کے دوران اس نے روتے ہوئے بتایا کہ اس کی ماں اسے بازو سے پکڑ کر زبردستی اس کے شوہر سے ملانے لے گئی تھی ۔اس کا کہنا تھا ”میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔“ شادی سے انکار پر لڑکی کی ماں نے اس کا پاسپورٹ جلانے اور اس پر تشدد کی دھمکی دی ۔ماں جس کا نام قانونی وجوہات کے باعث ظاہر نہیں کیا گیا وہ خود کو جبری شادی کا مجرم قرار دیے جانے پر کافی صدمے کا شکار تھیں ۔انہیں جھوٹی گواہی کا مجرم بھی قرار دیا گیا چونکہ انھوں نے اس حوالے سے ہائی کورٹ میں جھوٹ بولا تھا ۔ برطانیہ میں پہلی مرتبہ ایسے مقدمے میں سزا سنائی جائے گی ۔جبری شادی کو ۲۰۱۴ء میں جرم قرار دیا گیا تھا ۔(بی بی سی لندن)

کینیڈا میں ہندوستانی ریسٹورنٹ میں دھماکہ، ۱۸/افراد زخمی

کنیڈا کے اونٹاریو میں واقع ہندوستانی ریسٹونٹ بامبے ویل میں ڈنر کے وقت ہونے والے دھماکے میں ۱۸/افراد کے زخمی ہونے کی اطلاع ہے ۔زخمیوں کو علاج کے لئے مقامی اسپتال میں اور شدید زخمیوں کو ٹورنٹو کے ٹراما سنٹر میں داخل کرایا گیا ہے ۔اونٹاریو کے مسی سوگا میں جمعرات کی رات مقامی وقت کے مطابق تقریباً 10.30 بجے بامبے ویل میں دھماکہ ہوا ۔واضح رہے کہ مسی سوگا کنیڈا کی چھٹے نمبر کی سب سے بڑی میونسپلٹی ہے اور یہاں کافی تعداد میں ہندوستانی نژاد قیام پزیر ہیں ۔پولس نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ جائے وقوعہ پر ۲/مشتبہ افراد کو دیکھا گیا ہے جن پر آئی ای ڈی بلاسٹ کرنے کا شبہ ہے ۔دونوں افراد سی سی ٹی وی فوٹیج میں نظر آرہے ہیں ۔(قومی آواز)

ٹرمپ اور کم جونگ ان کی ملاقات منسوخ

امریکی صدر ٹرمپ نے شمالی کوریا کے رہنما کم جونگ اُن کے ساتھ ۱۲/جون کو سنگاپور میں ہونے والی اپنی مجوزہ تاریخی ملاقات منسوخ کردی ہے ۔ٹرمپ کے اعلان سے کچھ ہی قبل شمالی کوریا نے اپنی ایٹمی تجربہ گاہ بھی منہدم کردی تھی ۔ٹرمپ نے اس سلسلہ میں کم جونگ ان کے نام ایک خط لکھ کر ملاقات کی منسوخی کی اطلاع دی اور کہا کہ آپ کے حالیہ بیان میں جس غصہ اور جارحیت کا استعمال کیا گیا اس کی وجہ سے میری رائے میں یہ بات نامناسب ہوگی کہ ہم ایسے وقت پر ایک دوسرے سے ملیں اور وہ ملاقات عمل میں آئے، جس کی طویل عرصہ پہلے سے منصوبہ بندی کی گئی تھی ۔“(ڈوئچے ویلے)

ممبئی: عدالت کی پھٹکار کے باوجود کالج میں حجاب پر پابندی

ممبئی کے سائیں ہومیو پیتھک میڈیکل کالج میں زیر تعلیم فاقہہ بادامی کو حجاب پہننے کی وجہ سے کئی طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔کبھی انھیں کالج میں لیکچر اٹینڈ کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے تو کبھی انھیں امتحان میں بیٹھنے سے روک دیا جاتا ہے ۔اس معاملے میں حالانکہ عدالت نے کالج کو زبردست ڈانٹ لگائی ہے، لیکن کالج کسی نہ کسی طرح فاقہہ بادامی کو ہراساں کررہا ہے ۔ذرائع کے مطابق ممبئی کی باشندہ فاقہہ نے ۲۰۱۶ء میں بھیونڈی واقع سائیں ہومیو پیتھک میڈیکل کالج میں بیچلر آف ہومیو پیتھی میڈیسن اینڈ سرجری کورس میں داخلہ لیا تھا ۔لیکن کالج نے فاقہہ کو صرف اس وجہ سے لیکچر اٹینڈ کرنے سے روک دیا تھا کہ وہ حجاب پہنتی تھی ۔اس سلسلے میں جب فاقہہ نے نومبر ۲۰۱۷ء میں پہلی بار ہائی کورٹ کا رخ کیا تو اس وقت تک امتحان ختم ہوچکے تھے ۔عدالت نے جب اس معاملے کی تصدیق چاہی تو ۱۲/مارچ ۲۰۱۸ء کو کالج نے فاقہہ کو لیکچر اٹینڈ نہیں کرنے دینے کی بات سے ہی انکار کردیا ۔پھر ۱۹/مارچ کو عدالت کے حکم نامے کی کاپی کے ساتھ فاقہہ کلاس میں پہنچی اور کالج انتظامیہ نے اسے کلاس میں بیٹھنے کی اجازت دے دی ۔فاقہہ کو محسوس ہونے لگا کہ معاملہ حل ہوگیا ہے اور اسے آگے کسی طرح کی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا، لیکن وہ غلط تھی؛ مہاراشٹر یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنس (ایم یو ایچ ایس) سے ملحق اس کالج نے عدالت کی ڈانٹ اور پھٹکار کے باوجود ایک بار پھر پرانا رویہ اختیار کیا اور طالبہ کو امتحان میں بیٹھنے سے روک دیا ۔اب عرضی دہندہ نے ہائی کورٹ سے امتحان میں بیٹھنے کے لیے کالج کو حکم دینے کا مطالبہ کیا ہے ۔فاقہہ اور اس کے گھر والوں نے کالج انتظامیہ سے واضح لفظوں میں کہہ دیا ہے کہ حجاب کے بغیر وہ نہ تو لیکچر اٹینڈ کرسکتی ہے اور نہ ہی امتحان دینا منظور کرے گی ۔اس سلسلے میں ۱۱/جنوری ۲۰۱۷ء کو فاقہہ نے آیوش وزارت کو بھی خط لکھا تھا ۔وزارت نے بھی کالج سے کہا تھا کہ وہ طالبہ کو حجاب پہننے کی اجازت دے ۔طالبہ نے اس معاملے میں ریاستی حقوق انسانی کمیشن کے سامنے بھی اپنی بات رکھی ہے لیکن کالج انتظامیہ جھکنے کے لیے تیار نہیں ہے ۔ایسی صورت میں ایک بار پھر فاقہہ بادامی ہائی کورٹ کے فیصلے کا انتظار کررہی ہے اور اسے امید ہے کہ عدالت کا فیصلہ ان کے حق میں آئے گا اور کالج انتظامیہ اسے امتحان میں بیٹھنے کی اجازت دینے پر مجبور ہوگی ۔(بحوالہ قومی آواز بیورو)

مدراس ہائی کورٹ نے ویدانتا یونٹ کے توسیعی منصوبے پر پابندی عائد کی

مدراس ہائی کورٹ کی مدورئی بنچ نے توتیکورین میں ویدانتا اسٹریٹ لائٹ تانبے یونٹ کے توسیعی منصوبے پر روک لگادی ہے ۔پلانٹ کو لے کر گذشتہ کئی دنوں سے مظاہرہ کررہے لوگوں کا پرتشدد ہوجانے پر پولیس فائرنگ میں ۱۱/افراد کی موت کے بعد یہ معاملہ گرم ہوگیا ۔مدراس ہائی کورٹ کے مدورئی بنچ نے ویدانتا کے اس توسیع پر فی الحال روک لگادی ہے ۔پلانٹ سے ہونے والی آلودگی کی وجہ سے مقامی لوگ پریشان تھے اور اس کی وجہ سے گذشتہ سو دنوں سے زائد سے احتجاج کررہے تھے ۔ویدانتا کے اس پلانٹ کی موجودہ صلاحیت ۴/لاکھ ٹن تانبے سلاخوں کی ہے ۔ کمپنی اسے ۸/لاکھ تک کرنا چاہتی تھی ۔کمپنی نے اس سال فروری میں توسیعی منصوبہ کے لئے ماحولیاتی منظوری کے لئے درخواست کی تھی ۔(یواین آئی)

کمارسوامی نے وزیراعلی اور پرمیشور نے نائب وزیراعلی کے عہدہ کا حلف لیا

ایچ ڈی کمارسوامی نے بدھ کو حلف برداری تقریب میں کرناٹک کے نئے وزیراعلی اور ڈاکٹر جی پرمیشور نے نائب وزیراعلی کے عہدہ کا حلف لیا ۔گورنر وجو بھائی والا نے ودھان سودھ کے احاطہ میں منعقدہ تقریب میں ہزاروں حامیوں کے درمیان مسٹر کمارسوامی اور ڈاکٹر پرمیشور کو عہدہ اور رازداری کا حلف دلایا ۔اسمبلی کے حال ہی میں مکمل ہوئے انتخابات میں جنتادل (ایس) نے ۳۸/سیٹیں حاصل کی تھی تھیں اور کانگریس نے اسے حمایت دینے کا اعلان کیا تھا ۔مسٹر کمارسوامی سابق وزیراعظم ایچ ڈی دیوے گوڑا کے بیٹے اور جنتادل (ایس) کے ریاستی صدر ہیں ۔وہیں مسٹر پرمیشور کانگریس کے ریاستی صدر ہیں ۔مسٹر کمارسوامی نے ریاست کے پچیسویں وزیراعلی کے طور پر حلف لیا ہے ۔انہوں نے دوسری بار وزیراعلی کے طور پر ریاست کی باگ ڈور سنبھالی ہے ۔حلف برداری کی تقریب کے دوران اسٹیج پر بی جے پی مخالف جماعتوں کا اتحاد نظر آیا ۔تقریب میں پہنچی ترقی پسند اتحاد کی صدر سونیا گاندھی اور بہوجن سماج پارٹی کی سربراہ مایاوتی اسٹیج پر ایک دوسرے سے گلے ملیں اور کانگریس صدر راہل گاندھی کے ساتھ کھڑے ہوکر وہاں موجود لوگوں کا شکریہ ادا کیا ۔اس موقع پر کیرالہ کے وزیراعلی پی وجے ئن، آندھرا پردیش کے وزیراعلی چندر بابو نائیڈو، اترپردیش کے سابق وزیراعلی اکھلیش یادو، بہار میں حزب اختلاف کے لیڈر اور سابق نائب وزیراعلیٰ تیجسوی پرساد یادو اور مغربی بنگال کی وزیراعلی ممتا بنرجی سمیت کئی جماعتوں کے لیڈر موجود تھے ۔(یواین آئی)

پٹرول، ڈیزل کی قیمتوں میں لگاتار اضافہ جاری؛ جلد راحت کا کوئی امکان نہیں

پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ کا سلسلہ لگاتار جاری ہے ۔ دہلی میں بدھ کو پٹرول 30 پیسے اور مہنگا ہوکر 77 روپے فی لیٹر سے تجاوز کرگیا جبکہ وہیں ممبئی میں دام 85 روپے فی لیٹر ہوگیا ہے ۔ چار بڑے شہروں میں پٹرول کی سب سے زیادہ قیمت ممبئی میں ہے ۔ممبئی میں پٹرول کی قیمت 22 پیسے فی لیٹر مزید بڑھ کر 84.99 روپے فی لیٹر ہوگیا ۔ یہاں ڈیزل بھی سب سے مہنگا 72.76 روپے فی لیٹر ہے ۔ دہلی میں دونوں ایندھن کی قیمت سب سے کم ہے ۔ یہاں پٹرول 77.17 اور ڈیزل 68.34 روپے فی لیٹر تک پہنچ گیا ہے ۔کولکتہ میں قیمتیں بالترتیب 79.83 اور 70.89 روپے اور چنئی میں 80.11 اور 72.14 روپے فی لیٹر پر پہنچ چکی ہیں ۔دونوں ایندھن کی قیمتوں کے سلسلہ میں مرکز کی نریندر مودی حکومت اپوزیشن کے نشانے پر ہے ۔ایسی امید ہے کہ کابینہ کی میٹنگ میں اس پر تبادلہ خیال کرکے صارفین کو راحت دینے کا کوئی راستہ نکالا جائے ۔اس سے پہلے بھارتیہ جنتا پارٹی کے صدر امت شاہ نے کہا تھا کہ حکومت ایندھن کی قیمتوں میں اضافہ کو لے کر سنجیدہ ہے اور صارفین کو راحت دینے کے لئے فکر مند ہے ۔ مرکزی وزیر روی شنکر پرشاد نے اپنے بیان میں کہا کہ بین الاقوامی سطح پر خام تیل کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کے پیش نظر اس مسئلے کا طویل مدتی حل نکالا جائے گا ۔(یواین آئی)

طب وسائنس

رمضان میں صحت کا خیال رکھیں

رمضان المبارک بہت تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے، جہاں کچھ لوگ اس ماہ سے بہت زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں، وہیں بہت سے افراد ایسے بھی ہیں جو غلط عادات کے باعث اپنی صحت مزید خراب کر لیتے ہیں۔ رمضان میں کھانے پینے کی غلط عادات میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے، جس کا جلد پر منفی اثر نظر آنے لگتا ہے۔ یہاں آپ کو چند ایسی وجوہات بتائی جارہی ہیں جن سے آپ رمضان میں اپنی جلد اور صحت کو شدید نقصان پہنچانے سے بچاسکتے ہیں۔

1- سحری نہ کرنا

سحری کے وقت نیند سے اٹھنا کافی مشکل ہے، لیکن سب ہی جانتے ہیں کہ رمضان میں ہمارا فوڈ سائیکل کس طرح کام کرتا ہے، جب آپ سحری چھوڑتے ہیں تو 24 گھنٹوں میں ایک ہی مرتبہ صحیح انداز سے کھانا کھاتے ہیں اور یہ ٹھیک نہیں کیوں کہ جب آپ اپنے جسم کو کھانا نہیں دیں گے تو آپ کی جلد مرجھا جائے گی۔ اس لیے سحری ضرور کریں۔

2- افطار میں کولڈ ڈرنکس پینا

پورے دن کے روزے کے بعد افطار پہلا کھانا ہوتا ہے اور اس دوران کولڈ ڈرنکس پینے سے چہرے پر جھریاں پڑ سکتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ افطار میں پانی یا لیمو پانی کا استعمال بہترین ہے۔

3- افطاری کے فوری بعد ورزش کرنا

اگر ورزش کرنا آپ کا پسندیدہ مشغلہ ہے تو یہ جان لیں کہ اسے افطار کے فوری بعد کرنا آپ کی صحت کے لیے بالکل ٹھیک نہیں، رمضان میں ہمارے جسم کا نظام تبدیل ہوجاتا ہے اور افطار کے فوری بعد ورزش کرنے سے ہڈیوں میں تکلیف بھی ہوسکتی ہے۔ بہتر ہے کہ ورزش سحری سے قبل کیا کریں۔

4- رمضان میں نمک کا زیادہ استعمال

رمضان میں کھائے جانے والے پکوان میں نمک کا بہت زیادہ استعمال کیا جاتا ہے، پھر چاہے چھولے ہوں، یا نمکین لسی، لیکن اس سے جسم میں پانی کی کمی بھی ہوسکتی ہے اور پانی کی کمی کے باعث جلد خشک ہونے لگتی ہے۔ اس کے لیے کیلوں کا زیادہ سے زیادہ استعمال کریں تاکہ جسم میں سوڈیم سے زیادہ پوٹاشیئم بڑھے۔

5- افطاری اور سحری کے فوری بعد سونا

صرف رمضان میں ہی نہیں بلکہ کسی بھی وقت کچھ کھانے کے فوری بعد سونا صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔ رمضان میں یہ عادت اس لیے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہے کیوں کہ ہمارے جسم کو کھانا بہت دیر بعد ملتا ہے۔ اس عادت سے وزن میں اضافہ اور دل کی بیماریوں کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔

سحر و افطار میں مرغن غذاؤں سے پرہیز کیا جائے ، ماہرین صحت

ماہ رمضان کے آغاز کے ساتھ ہی ماہرین صحت نے شہریوں کو مشورہ دیا ہے کہ گرمی کی حدت کے پیش نظر سحری اور افطار میں مرغن غذاوؤں کے استعمال سے گریز کریں۔ ماہِ صیام یوں تو برکتوں کا مہینہ ہے لیکن اس ماہ میں اگر کھانے پینے میں احتیاط نہ برتی جائے تو نہ صرف بیماریاں جنم لیتی ہیں بلکہ روزے رکھنا بھی محال ہو جاتا ہے۔ شہری علاقوں میں پکوڑے، سموسے، کچوریاں، جلیبیاں اور دیگر ایسی تلی ہوئی چیزوں کے علاوہ مرغن غذائیں افطار کے وقت ہر دسترخوان پر نظر آتی ہیں تاہم ماہرین صحت کا کہنا ہے کہ ایسی اشیاء کا استعمال صحت کے لیے مضر ہوسکتا ہے۔

ماہرین صحت نے شہریوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ ماہ رمضان میں ہلکی غذاوں کے استعمال کے ساتھ سحر و افطار میں پانی کے زیادہ استعمال پر توجہ دیں، رمضان کے موقع پر گرمی کی شدت میں اضافے کے پیش نظر پانی کم پینے کے باعث ڈی ہائیڈریشن کی شکایات سامنے آتی ہیں۔

شدید گرمی اور حبس کی وجہ سے سحر و افطار میں مرغن غذاؤں سے پرہیز کیا جائے، ڈاکٹرز نے روزہ داروں کو پھل اور سبزیوں کے زیادہ استعمال کا مشورہ دیا ہے۔ ماہرین صحت کا کہنا ہے کہ رمضان کی فیض و برکات حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ صحت کا بھی خیال رکھا جائے۔

رمضان میں جن چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے، وہ پکوڑے، سموسے، کچوریاں اور تلی ہوئی اشیاء، مرغن غذائیں جیسے بریانی، کڑاہی گوشت وغیرہ، کمرشل مشروبات استعمال نہ کریں یہ زیادہ پیاس لگاتے ہیں، بیکری کی بنی تمام چیزوں سے احتیاط کریں، بازاری کھانے بالکل نہ کھائیں، زیادہ مصالحے استعمال نہ کریں، گھی اور آئل کا استعمال کم سے کم کریں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ رمضان المبارک میں ریشے دار غذائیں مثلاً چھلکے والی دالیں، سبزیاں، چنے استعمال کریں، جو دیرپا توانائی فراہم کرتیں ہیں، افطار میں سادہ پانی پیئں، میٹھی اشیاء بالخصوص سافٹ ڈرنکس سے پرہیز کریں اور جتنا ہوسکے تلی ہوئی اشیاء سے گریز کریں، رمضان میں ہلکی ورزش سستی اور کاہلی کو دور بھگاتی ہے۔

ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ

راشد العزیری ندوی

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے عورتوں کو سب سے زیادہ حق دیا ہے: چیئرمین لاکمیشن
شریعت اسلامی میں کسی تبدیلی کی نہیں، اسے سمجھنے کی ضرورت ہے: مسلم پرسنل لا بورڈ

۲۱ر مئی ۲۰۱۸ء بروز پیر دن کے بارہ بجے مسلم پرسنل لا بورڈ کے ایک مؤقر وفد نے بورڈ کے نائب صدر حضرت مولانا سید جلال الدین عمری کی قیادت میں لا کمیشن کے چیرمین جناب جسٹس بلبیر سنگھ چوہان صاحب سے ملاقات کی اس مؤقر وفد میں نائب صدر بورڈ کے علاوہ مولانا محمد فضل الرحیم مجددی صاحب سکریٹری بورڈ، مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی رکن عاملہ بورڈ، مولانا قاری محمد یعقوب خان قادری رکن بورڈ، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، رکن عاملہ بورڈ، کمال فاروقی رکن عاملہ بورڈ، ایم آر شمشاد ایڈوکیٹ رکن بورڈ، شکیل احمد سید ایڈوکیٹ رکن بورڈ، مولانا نیاز احمد فاروقی ایڈوکیٹ، رکن بورڈ، مولانا مفتی محمد اعجاز ارشد قاسمی رکن بورڈ، نصرت علی صاحب رکن عاملہ بورڈ، جناب محمد ہلال صاحب دہلی اور مولانا ڈاکٹر محمد وقار الدین لطیفی آفس سکریٹری بورڈ شریک تھے۔

طے شدہ وقت کے مطابق لاکمیشن کے دفتر واقع لوک نایک بھون خان مارکیٹ نئی دہلی میں میٹنگ شروع ہوئی جناب جسٹس بلبیر سنگھ چوھان صاحب چیرمین لاکمیشن نے اپنی گفتگو کا آغاز استقبالیہ کلمات سے کرتے ہوئے بتایا کہ اس نشست کا مقصد یہ تھا کہ کیا کسی بھی مذہب کے مذہبی قانون کے بہتر اور مفید حصہ کو لے کر ایک نیا قانون بنایا جاسکتا ہے یا ان قوانین میں کچھ جزوی ترمیم کی جاسکتی ہے کہ جس پر ہر ہندوستانی کا عمل کرنا آسان ہو اور لوگوں کا اس میں فائدہ بھی ہو اور سہولت بھی، لیکن یہ بھی یہاں پیش نظر رکھنا ہوگا کہ اس طرح کا ڈرافٹ تیار کرتے وقت خاص طور پر دیکھنا ہوگا کہ کسی بھی مذہب کے بنیادی حصہ میں دخل نہ ہو اس لئے کہ ہمیں کسی بھی مذہب کے بنیادی قانون میں کوئی دخل نہیں دینا ہے اور ہم یونیفارم سول کوڈ پر بھی بات نہیں کریں گے۔ اسی طرح وہ بنیادی معاملات جیسے طلاق ثلاثہ، ایک سے زائد شادی، حلالہ وغیرہ کے معاملات پر ہم کچھ بات نہیں کریں گے اس لئے کہ یہ معاملے عدالت میں ہیں۔ وراثت اور خاص کر یتیم پوتے کی وراثت میں کیا گنجائش ہے؟ شبنم ہاشمی کیس کے فیصلہ کا مسلم پرسنل لا پر کیا اثر پڑتا ہے؟، اس لئے کہ فیصلہ میں صاف ہے کہ آپ اپنے یا غیر یا کسی کو بھی متبنی بنا سکتے ہیں اور یہ فیصلہ شریعت اسلامی میں کس حد تک اثر انداز ہے؟ اور اسلامی شریعت میں لڑکیوں کو عام طور پر لڑکوں کا آدھا اور بعض صورتوں میں الگ الگ حصہ دیا جاتا ہے تو آخر اس کی کیا حکمت ہے؟ بیوہ اور مطلقہ عورت کے نفقہ اور اس کے بچوں کی کفالت اور خاص کر بچے کی کفالت اور کسٹڈی کس کے ذمہ رہے گی اور کون اس کا ذمہ دار ہوگا؟ اور ان سب میں اسلامی قانون کے اندر کیا گنجائش ہے؟ اور کس طرح اس کو مزید مفید بنایا جاسکتا ہے؟۔

چیئرمین لاکمیشن نے مزید کہا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے شروع سے عورتوں کو سب سے زیادہ حق دیا ہے ،اور اسلام میں ایک تہائی جائیداد کی وصیت کو نہ صرف بہتر بتایا بلکہ یہ بھی کہا کہ اسلام کا یہ سسٹم مجھے ذاتی طور پر بہت اچھا لگتا ہے۔ رمضان کے بعد ایک میٹنگ اور ہم چاہیں گے اور اسمیں ہم کو تحریری جواب کی ضرورت ہوگی، انہوں نے کہا کہ ہم پہلے پانچ چھ سوالوں کی مکمل فہرست آپ کو فراہم کرائیں گے پھر آپ اطمینان سے عید کے بعد تحریری جواب دیدیں اس کے لئے ایک مرتبہ اور ہم لوگ ایک ساتھ بیٹھیں گے۔ اور یہ بھی دھیان رہے کہ ہم پرسنل لا کے بنیادی حصہ کے تعلق سے کوئی بات نہیں کررہے ہیں، بلکہ آپسی مشورہ سے آج کی تاریخ میں ہمارے معاشرہ میں جو دشواری پیش آرہی ہے اس پریشانی اور دشواری کو دور کرنے کی کیا شکل ہوسکتی ہے۔ اس پر غور ہوگا۔ مسلم پرسنل لا بورڈ کے مؤقر وفد نے بالترتیب جواب دیتے ہوئے کہا کہ: بیوہ اور یتیم پوتے کو اپنے شوہر یا باپ کی جائیداد میں حصہ ملے گا، البتہ دادا اپنی جائیداد میں سے بہو اور پوتے کو بھی دے سکتا ہے اور اگر اس نے اپنی زندگی میں نہیں دیا تو بعد میں کیسے ملے گا - اگر دادا نے وصیت کی ہو تو ملے گا، نفقہ اور وراثت دونوں الگ الگ چیز ہے۔ اور بیوہ مائیکہ اور سسرال دونوں گھروں سے اسی طرح جڑی اور بندھی رہتی ہے اور اپنے باپ کی جائیداد میں وہ خود حصہ دار ہوتی ہے، اور اسلام میں بیوہ کا تعلق اپنی سسرال سے ختم نہیں ہوتا۔ اسلام میں عورت پر اخراجات کی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی ہے۔ عورت کو کئی طرح سے فائدہ ملتا ہے شوہر کی جائیداد یا چھوڑی ہوئی جائیداد اولاد کی کمائی، باپ کی جائیداد میں وہ حصہ دار ہوتی ہے۔ عورت کے نفقہ کی ذمہ داری صورتحال کے پیش نظر بھائی اور باپ پر بھی عائد ہوتی ہے۔ لیکن جو شریعت کے پابند ہیں ان کو اللہ نے یہ حق بھی دیا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہی ایک تہائی حصہ پوتا اور بہو کے نام لکھ کر دے سکتا ہے۔ اور اسکو کسی نے نہیں روکا ہے شرعاً وہ مجحوب ہے اور دادا کی یہ شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اختیارات کا استعمال کر کے ایک تہائی لکھ سکتا ہے اور دے سکتا ہے۔ اسلام مذہب ہم سب کی سوچ اور رحم و کرم سے بہت اوپر ہے۔ ایک جوان لڑکی حادثاتی طور پر بیوہ ہو جاتی ہے تو اس کی شادی سے پہلے جو پوزیشن تھی وہی پوزیشن اسکی رہے گی اور اگر بچے بھی ہیں تو بھی وہ اپنے والدین کے پاس جائے گی اور اگر اس بیوہ کے والدین اقتصادی طور پر اس کے متحمل نہ ہوں گے تو بھی اس کا نفقہ اس دیگر رشتہ داروں پر ہوگا۔ عورت پر اسلامی قانون میں کوئی ذمہ داری نہیں ہے اس لئے جائیداد میں اسکو الگ الگ حصہ ملتا ہے، مختلف صورتوں میں اور اسکو باپ شوہر اور اولادکئی طریقوں سے جائیداد میں حصہ ملتا ہے۔ تمام کی تمام مالی ذمہ داری باپ کی ہے۔ اسلام بیوہ سے شادی کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور سابقہ شوہر کے بچوں کو بھی ساتھ لینے کی ترغیب دیتا ہے ،اور اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں لوگ ایسی عورتوں سے شادی کرنے کو غلط نہیں سمجھتے۔ وفد کی طرف سے یہ بھی واضح کیا گیا کہ آپ کے کہنے کے باوجود کہ آپ پرسنل لا پر گفتگو نہیں کرنا چاہتے ہیں، آپ نے تمام نکات پرسنل لا سے متعلق بیان کیے۔ ہم یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں جہاں تک مسلم پرسنل لا کا تعلق ہے یہ قرآن و سنت پر مبنی ہے لہٰذا اس میں کسی تبدیلی کے ہم ہرگز بھی مجاز نہیں ہیں۔ دستور ہند کی دفعہ ۲۵ر میں ہمیں مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے، پرسنل لا مذہب کا جزو لاینفک ہے۔ دستور ہند میں واضح طور پر پرسنل لا کو مکمل آزادی فراہم کی گئی ہے۔ بھارت ایک تکثیری معاشرہ ہے، کثیر تہذیبی اور کثیر مذہبی ملک ہے۔ اس کی ارتقاء و ترقی اس وقت ممکن ہے جب یہاں موجود تمام تہذیبی اکائیوں کو مکمل آزادی ہو۔ اسلام میں گارجین شپ کو سمجھنا ضروری ہے بغیر اس کو سمجھے آپ کسی نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ بچوں کی کفالت اور تربیت کے سلسلہ میں اسلام نے مربوط انداز میں اسکی ترتیب بتائی ہے، ہمیں پہلے اسکو سمجھنا ہوگا۔ کسٹڈی تو تبدیل ہوسکتی ہے لیکن گارجین شپ تبدیل نہیں ہوسکتی ہے۔ ہم اس پر پوری تفصیل کے ساتھ مسودہ بنا کر آپ کو پیش کریں گے۔ اسلام میں کفالت ایک مستقل موضوع ہے اس کا مطلب ہے کہ جس طرح آپ اپنے بچوں کی کفالت کرتے ہیں، نان و نفقہ اور تعلیم و تربیت وغیرہ ٹھیک اسی طرح اس متبنی کی بھی کفالت ہوگی۔ ہمارے یہاں زکوۃ کا ایک نظام ہے اور اس وقت اسی زکوۃ کی رقم سے پورے ملک میں مدارس کا اتنا بڑا اہم نیٹ ورک چل رہا ہے، وہاں زکوۃ کے پیسوں سے غریبوں کی تعلیم و تربیت مع قیام و طعام کے سارا کچھ مدرسہ برداشت کرتا ہے وہ بچے پڑھتے ہیں اور سماج کو ایک نئی دشا دکھانے کا کام کرتے ہیں۔ جب اسلام کے بنائے نظام زکوۃ سے بڑے بڑے مدارس چل سکتے ہیں تو اس کی کفالت کا مسئلہ تو بہت چھوٹا ہے شریعت نے جس کو جس قدر ذمہ داری دیدی لوگ اسے مکمل کرتے ہیں، کفالت اور متبنی دونوں الگ الگ ہے زیادہ تر لوگ کفالت کو سمجھتے نہیں وہ اسکو متبنی بھی مان لیتے ہیں۔ تحریری شکل میں سوال ملے پھر ہم لوگوں کی طرف سے تحریری جواب دیا جائیگا۔ اخیر میں چیئرمین صاحب نے یقین دہانی کرائی کہ وہ بہت جلد سوالات مسلم پرسنل لا بورڈ کو فراہم کرا دیں گے۔

بقیات

بقیہ : زکوٰۃ اسلام کا اہم رکن ...... اس تفصیل سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا صحیح طریقہ اور شرعی تقاضہ ہے کہ وہ بیت المال میں جمع کی جائے اور ان خلفاء وامراء کے سپرد کی جائے جو اس کے منتظم وذمہ دار ہیں۔ چناں چہ اسلامی خلافت اپنے درجات کے تفاوت کے باوجود برابر زکوٰۃ کی تحصیل اور اس کی تقسیم کا عمل انجام دیتی رہی۔ خلافت عباسیہ کے آخری دور تک یہ صورت حال برقرار رہی؛ بالآخر آہستہ آہستہ آنے والی مختلف حکومتوں نے اس نظام کی پابندی کو ختم کر دیا، اس کے نتیجے میں تمام اسلامی ملکوں میں سخت انتشار برپا ہوا، مسلمان شریعت اسلامی کی بر کتوں سے محروم ہوتے چلے گئے اور اسی کی سزا ہے کہ آج انکو ظالمانہ سرمایہ داری، پُرفریب سوشلزم اور انتہا پسندانہ وغیر متوازن کمیونزم کا مزا چکھنا پڑ رہا ہے۔ یہ ایک بڑی سچائی ہے کہ اسلام کا کامل تصور بغیر جماعت اور امارت کے ممکن نہیں، زندگی کے ہر شعبہ میں ایک مسلمان کے لیے اجتماعیت سے محرومی اور انتشار میں مبتلا رہنا بہت بڑا نقصان اور دینی ودنیوی خسران کا سبب ہے۔ اسی لئے حضرت عمرؓ نے فرمایا: ﴿لا اسلام الا بجماعة و لا جماعة إلا بامارة﴾ جب جماعت اور امارت قائم ہوگی تو ان شاء اللہ پوری امت پر اللہ کی خاص رحمت کا نزول ہوگا، ارشاد نبوی ہے : يد الله على الجماعة ۔ لہذا وہ علاقے اور خطے جہاں اسلامی نظام امارت قائم نہیں، وہاں کے مسلمانوں کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ نظام امارت قائم کریں اور اپنے میں سے کسی ایک لائق شخص کو امیر منتخب کرلیں، جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصری نے لکھا ہے: ﴿ اما فی بلاد عليها و لاة الكفار فيجوز للمسلمين إقامة الجمعة و الأعياد و يصير القاضي قاضيا بتراضي المسلمين و يجب عليهم طلب وال مسلم ﴾۔

جب امارت شرعیہ قائم ہو جائے جیسا کہ الحمدللہ صوبہ بہار، اڈیسہ وجھارکھنڈ وغیرہ میں قائم ہے تو اس کے تحت فوری طور پر بیت المال کا شعبہ قائم کیا جائے، جس میں کام کرنے والے عاملین کی ایک بڑی تعداد ہو۔ وہ لوگوں سے زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ مثلاً عشرہ وغیرہ وصول کریں اور بیت المال کے ذریعہ اسے اسکے صحیح مصارف میں خرچ کیا جائے۔

زکوٰۃ کا مصرف کیا ہے؟ اور زکوٰۃ کی تقسیم کن لوگوں کے مابین ہونی چاہئے اس کیلئے خود اللہ تعالیٰ نے سورہ برأۃ میں واضح حکم نازل فرمایا: ارشاد ہے ﴿ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾ (توبہ : ٦٠) **صدقات** واجبہ تو صرف غریبوں محتاجوں اور ان کارکنوں کے لئے ہیں، جو اس کام پر مقرر ہیں، نیز ان کا جنکی دلجوئی مقصود ہے، اور صدقات کو صرف کیا جائے گردنوں کے چھڑانے میں اور قرض داروں کے قرضہ ادا کرنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کی امداد میں، یہ فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ بڑا علم والا، بڑا حکمت والا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ صدقات کرنے والے کو اختیار نہیں کہ اپنی پسندیدگی سے اس کیلئے مصرف تجویز کرے اور اس میں خرچ کرے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسکے لئے خود مصرف مقرر فرمادیا ہے اور طے فرمادیا ہے کہ ان مدات کے سوا ان کو دوسری جگہ خرچ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مذکورہ آیت میں کل آٹھ مصارف بیان ہوئے، یہ منصوص مصارف، زکوٰۃ کے حکم کے ساتھ دائمی ہیں؛ البتہ مؤلفۃ القلوب کے بارے میں اکثر علماء، ائمہ اور فقہاء کا خیال ہے کہ اسلام کی اشاعت اور غلبہ کی وجہ سے اب ان کے حصہ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اس سلسلے میں قاضی ابوبکر ابن العربی وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ اگر اسلام کو غلبہ واقتدار حاصل ہو تو ضرورت نہیں، لیکن اگر اس کی ضرورت محسوس کی جائے تو ان کو اسی طرح دینا چاہئے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیتے تھے۔ قاضی ابوبکر کی اس رائے کو علامہ مناظر احسن گیلانیؒ، مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اور دیگر علماء نے پسند فرمایا ہے۔

مدارس اسلامیہ میں زیر تعلیم طلبہ بالاتفاق زکوٰۃ کا مصرف ہیں، بعض علماء انہیں ابن سبیل میں اور بعض انہیں فی سبیل اللہ یا فقراء ومساکین میں داخل مانتے ہیں۔ ان طلبہ کے لئے ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے مدارس اسلامیہ کی طرف سے زکوٰۃ کی وصولی کا انتظام ہوتا ہے، اور زکوٰۃ کی وصولی کا کام مدرسہ کے اساتذہ، سفراء اور مبلغین انجام دیتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ مدارس کا اتنا عظیم ڈھانچہ زکوٰۃ وصدقات کی رقم پر ہی اصلاً قائم ہے۔ اور بلاشبہ یہ مدارس دین کے مختلف میدانوں میں کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں؛ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ مدارس کا منتشر طور پر زکوٰۃ وصول کرنا اور اس کے لئے نت نئے طریقے اختیار کرنا، کمیشن وغیرہ پر چندہ کروانا، شریعت اسلامیہ کی روح سے ہم آہنگ نہیں ہے؛ لہذا جن صوبوں میں امارت شرعیہ کا نظام قائم ہے اور اس کے تحت بیت المال ہے۔ ان صوبوں کے مدارس کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنا انسلاک بیت المال سے کریں، اگر یہ ممکن نہ ہو تو امیر شریعت کی طرف سے انہیں باضابطہ رقم کی وصولی کی اجازت دی جائے اور وہ اس کی آمد وخرچ کا حساب بیت المال میں داخل کریں، اگر ایسی صورت ہو جائے تو زکوٰۃ وصول کرنے والے سفراء ومحصلین ''عاملین علیھا'' کے مصرف میں داخل ہو سکتے ہیں۔ لیکن کمیشن پر چندہ کرنا بہر صورت ناجائز رہے گا۔ جن صوبوں میں نظام امارت قائم نہیں ہے، ان میں اس نظام کو قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، جب تک یہ نظام قائم نہ ہو جائے ارباب مدارس اس علاقے کے ارباب حل وعقد کے مشورے سے اس کام کو کر سکتے ہیں، یا اس کے لئے کوئی انجمن، تنظیم وغیرہ بنائی جاسکتی ہے جو صالح وبہترین افراد پر مشتمل ہو اور زکوٰۃ کو اس کے صحیح مصرف میں خرچ کر سکے۔ آج مختلف ناموں سے غیر معتبر تنظیموں کے قیام کا ایک فیشن سا چل پڑا ہے، جو اپنے اثر ورسوخ کا استعمال کر کے امراء سے رقمیں حاصل کرتے ہیں اور من مانے طور پر جائز وناجائز مصارف میں اسے خرچ کرتے ہیں۔ ایسی انجمن، تنظیم اور فاؤنڈیشن کی قطعا حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی۔ ورنہ زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کی جو روح ہے، وہ ختم ہو کر رہ جائے گی اور وہ انفرادی نظام کی طرح ہو جائے گا۔

بقیہ حضرت مولانا یونس پٹیل.......... مولانا مرحوم نے تصوف کے رموز ونکات، وقت کے دو بڑے صاحب نسبت بزرگ اور اہل دل سے حاصل کیے، مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی محمود حسنؒ اور حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ کی صحبت ومعیت اور تعلیمات سے اتنا کسب فیض کیا کہ دونوں حضرات سے خلافت بھی حصے میں آئی، حضرت مولانا محمد یونس پٹیل نے انہیں خطوط پر اپنے متوسلین کی تربیت کی جس کا نفع عام وتام ہوا۔

اس حقیر سے حضرت کا تعلق امارت شرعیہ وقاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کے واسطے سے تھا، جنوبی افریقہ کے ہر سفر میں ان سے ملاقات کی سعادت حاصل کرتا، امارت شرعیہ کے اکابر خصوصا حضرت قاضی صاحبؒ سے انہیں بے انتہا محبت وعقیدت تھی، اس نسبت سے میں بھی ان کی شفقت ومحبت سے مستفیض اور بہرہ ور ہوتا، تین بار اپنی مجلس میں اس ناکارہ کو خطاب کرنے کی سعادت عطا فرمائی، اور دعا کرانے کا حکم تو کئی بار دیا، ہر بار اپنی کم مائیگی کا احساس غالب رہا اور ان کی خورد نوازی کا یقین مستحکم ہوتا گیا۔ مولانا نے اپنے پسماندگان میں بیوہ، دولڑکی اور ایک لڑکا چھوڑا ہے، ایک بڑی تعداد ان کے علمی اور روحانی وارثوں کی ہے، جس کا علم صرف خدائے ذوالجلال کو ہے، تعزیت کا مضمون سب کے لیے واحد ہے، اس سنت کی ادائیگی کے ساتھ مولانا کے لیے مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتا ہوں، زبان پر وہی کلمہ ہے جو آقا ﷺ نے سکھایا ہے۔ ''لله ما أخذ و له ما أعطى و كل شئ عنده لأجل مسمى''

بقیہ : رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات......

ماسئل رسول الله على الاسلام شيئا الا اعطاه فجاء رجل فاعطاه غنما بين حبلين فرجع الى قومه فقال يا قوم اسلموا فان محمدا يعطى عطاء من لا يخشى الفاقة ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس نے جو چیز بھی مانگی اللہ کے رسول نے اسے ضرور دیا، ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں ایک شخص دیہات سے رسول پاک کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے اس کے سوال پر اتنی تعداد میں بکریاں اسے عنایت کیں کہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان بھر گئی جب وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گیا تو کہا ''اے میری قوم کے لوگو ایمان قبول کرلو' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنی کثرت سے نوازش اور سخاوت فرماتے ہیں کہ اپنے فاقہ کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اس ماہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کو افطار کرانے کا حکم دیا اور اس پر اجر وثواب کی زیادتی کا وعدہ فرمایا: من افطر صائما فله مثل اجره (رواه احمد ونسائی) جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کرائے اسے روزہ دار کے برابر ثواب ملتا ہے، رمضان المبارک میں غرباء پروری کے خیال ہی سے آپ نے مسلمانوں پر صدقۂ فطر کی ادائیگی لازم قرار دی۔ جو بھی مسلمان عیدالفطر کے دن طلوع صبح صادق کے وقت نصاب کے بقدر مالک ہوگا اس پر صدقہ فطر واجب ہے، اپنی طرف سے اور ان لوگوں کی طرف سے جن پر کامل ولایت حاصل ہو اور زیر پرورش ہوں۔

رمضان المبارک میں عمرہ کی ادائیگی:

باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں عمرہ نہیں کیا، مگر رمضان میں عمرہ کی ادائیگی کی ترغیب فرمائی ارشاد ہے: عمرة فی رمضان حجة او قال حجة معی (بخاری ومسلم) رمضان المبارک میں عمرہ کرنا ایک حج کا ثواب رکھتا ہے یا فرمایا جس نے رمضان المبارک میں عمرہ کیا اس نے گویا میری معیت میں حج کیا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے جس مسلمان کو وسعت دی ہو اسے رمضان میں عمرہ بھی کرنا چاہیے تاکہ یہ عظیم سعادت اسے مل جائے۔

اعتکاف:

رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں سے ایک اہم عمل رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی سنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخر عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اور جس سال آپ کا وصال ہوا، آپ نے بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ان النبی کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی قبضه الله ثم اعتکف ازواجه من بعده (بخاری) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے تا آنکہ آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے بھی اعتکاف کیا۔ اعتکاف کا لغوی معنی منع کرنا روکنا ٹھہرنا ہے، شریعت میں اعتکاف کہتے ہیں، ایسی مسجد میں جہاں پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ہوتی ہو عبادت کے ارادہ سے عاقل وبالغ مرد یا نابالغ ممیز کا روزہ کی حالت میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنا، اس طرح عورت کا گھر کی مسجد میں روزہ کی حالت میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنا یہ سنت موکدہ علی الکفایہ ہے۔

یہ بڑا اونچا اور نیک عمل ہے، معتکف گویا دنیا کے سارے دروازے بند کر کے سب سے تعلق توڑ کے ایک اللہ کا ہو کر رہ جاتا ہے، اور معتکف گویا اللہ تعالیٰ کے در پر پڑ جاتا ہے پھر اس کے نوازے جانے میں کیا شک ہے، اعتکاف کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اسے شب قدر کی عبادت نصیب ہو جاتی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف چھوٹے خیمہ میں کیا اس اعتکاف کے دوران سر مبارک خیمہ سے نکال کر فرمایا میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا تو لیلۃ القدر تلاش کرتا رہا، پھر میں نے دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا تو مجھ سے ایک فرشتہ نے آکر کہا لیلۃ القدر تو رمضان کے آخر عشرہ میں ہے، اب جو میری سنت کی اتباع میں اعتکاف کا ارادہ رکھتا ہے، اس کو چاہئے کہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے۔ (مسلم)

آخر عشرہ میں عبادت میں زیادتی:

رمضان المبارک کا آخری عشرہ حد درجہ اہم ہے، اس میں شب قدر ہے، اس لئے اس عشرہ کے شب وروز کو عبادت میں جھونک دینا چاہیے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عادت شریفہ یہی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یجتهد فی العشر الاواخر ما لا یجتهد فی غیره (رواه مسلم) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں جتنی عبادت میں مشقت برداشت کرتے تھے اور جتنی محنت کرتے تھے ایسی محنت وریاضت دوسرے دنوں میں نہیں فرماتے تھے۔

اور ایک روایت میں فرماتی ہیں کہ کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا دخل العشر شد مئزره واحیا لیله وایقظ اهله (متفق علیه) رسول پاک علیہ السلام آخری دس دنوں میں عبادت کے لئے اپنی کمر کس لیتے تھے، راتوں کو خود بھی جاگ کر عبادت کرتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی عبادت میں مشغول رکھتے تھے، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ اگر مجھے شب قدر مل جائے تو اس رات میں اللہ سے کیا مانگوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: یا عائشه ان ادرکت لیلة القدر فقولی اللهم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنا: اے عائشہ اگر تجھے شب قدر مل جائے تو یہ دعا کرو: اے میرے اللہ آپ بخشنے والے اور مہربان ہیں آپس میں معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں، آپ میرے گناہوں کو بھی معاف کر دیجئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں استغفار کی کثرت بھی مسنون ہے۔ اس لئے جملہ مسلمانوں کو بھی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں آخری دس دنوں کی عبادت کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔

بقیہ : عالم اسلام کی ابتری کا سبب........................ بلکہ کیڑے مکوڑوں کے ساتھ بھی رحمت وشفقت کا حکم ہے اوراس سلسلہ میں واضح تعلیمات موجود ہیں ۔ وحدت واجتماعیت، یکجہتی ومساوات، رحم وشفقت اور بغیر کسی ادنی بھید بھاؤ کے تمام انسانوں کے ساتھ ہمدردی اور رحمد لی کے علاوہ اسلام کا ایک امتیازی پہلو یہ بھی ہے کہ وہ عقائد وعبادات سے لے کر اخلاق معاملات تک غرض زندگی کے ہر شعبہ میں توازن وتناسب اور ترتیب کو اپنانے کی تعلیم دیتا ہے اور یہ ترتیب اسلام کے عبادتی نظام میں بھی موجود ہے، مثلا نماز اور دیگر ارکان میں اوراس ترتیب کا تذکرہ قرآن میں نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے تعلق سے جابجا موجود ہے، اسی طریقہ سے تناسب وتوازن میں بھی ترتیب ہے؛ کیوں کہ اگر ترتیب کا پہلو سامنے نہیں ہوگا تو وہ عمل بے سود اور بے اثر ثابت ہوگا، یہی اسلام کی بنیادی خصوصیت ہے، جس میں پہلی چیز وحدت اور دوسری چیز عمل میں ترتیب اور تناسب وتوازن ہے ۔لیکن آج جب ہم موجودہ حالات پر نظر ڈالتے ہیں اور مسلم ملکوں مین سرگرم اداروں اور تحریکوں اور تنظیموں کی ناکامی اور شکست کے اسباب تلاش کرتے ہیں تو اس کا بنیادی سبب یہ نظر آتا ہے کہ ان میں وحدت کا فقدان ہے، عمل وطریقہ عمل اور سلوک ومعاملات میں ترتیب وتناسب اور توازن کا فقدان ہے، بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ پیمانوں ومعیاروں کا عدم توازن، ترجیحات کا خیال نہ رکھنا، سلوک ومعاملات میں اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی، خدائی احکام وقوانین کی پامالی اور اللہ کے حدود سے تجاوز، یہی وہ بنیادی اسباب ہیں، جن کی وجہ سے اسلامی تنظیمیں پوری دنیا میں اور خاص طور پر عرب دنیا میں ناکامیوں سے دوچار ہورہی ہیں ۔

اوراس کے برعکس اعمال وسرگرمیوں میں قدامت پرستی، قریب وبعید اور دوست ودشمن کے حقوق کا احترام نہ کرنا معاصر زندگی میں غالب نظر آتا ہے ۔اسلام نے ناحق قتل کو ایک شنیع اور ناقابل معافی اور کفر کے مرادف جرم قرار دیا ہے؛ لیکن اس کے باوجود مسلمان اس کے مرتکب ہورہے ہیں، آج صورت حال یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خون سے اپنی تشنگی بجھا رہا ہے، اور جرم بالائے جرم یہ کہ جو اس کی فکر سے، اس کے نظریہ سے اس کے منہج وطریقہ کار سے اختلاف کرتا ہے، اس کو بھی وہ اپنا باغی، مجرم اور قتل کا مستحق گردانتا ہے، اسلام تو جانوروں کو بھی بے رحمی وبے دردی سے ذبح کرنے سے روکتا ہے ۔لیکن افسوس آج ہمارے معاشرے میں ایسے افراد پیدا ہوگئے ہیں جو جانوروں سے بھی بدترین طریقہ پر انسانوں کا خون بہارہے ہیں اور انہیں وحشیانہ سزاؤں سے دوچار کررہے ہیں؛ بلکہ ظالمانہ واقعات اور معاملہ صرف یہیں تک محدود نہیں؛ بلکہ ان واقعات اور مظالم کو عالمی میڈیا دنیا کے سامنے پیش کررہا ہے، جس سے غیروں کے اندر اسلام اور مسلمانوں کے تئیں یہ احساس پیدا ہورہا ہے کہ اسلامی کاز کے علمبردار ظالم اور درندے ہیں اور پھر وہ ان ظالمانہ کارروائیوں کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں؛ بلکہ خود قرآن کریم کو ایک ایسی کتاب قرار دیتے ہیں جو تشدد وبربریت کی تعلیم دیتی ہے، حالانکہ قرآن کریم میں بے شمار ایسی آیات موجود ہیں، جو شفقت وہمدردی، رحم وکرم، عفوودرگذر اور صبر وبرداشت کی تعلیم دیتی ہیں ۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:''اور تمہیں جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرتے رہو، یقیناً یہ بڑی ہمت کے کام ہیں''۔(لقمان:۱۷) ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:''اوران کی باتوں پر صبر کیجئے اور خوبصورت طریقہ پر ان سے کنارہ کشی اختیار کیجئے''۔(مزمل:۱۰)

پورے عالم اسلام کی آج یہی صورتحال ہے، اس صورتحال کے ذمہ دار متشدد اور غلو پسند افراد ہیں اوراس کی وجہ سے موجودہ نسل سامراجیوں اور دشمنان اسلام کے مظالم کو بھول گئی ہے، لہذا عمل اسلامی کے میدان میں کام کرنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ اس طریقہ کار کو چھوڑ دیں جو مغرب کا دیا ہوا ہے اور وہ ظلم وتشدد اور جبر واکراہ پر مبنی ہے اوراس منہج عمل اور طریقہ کار کو اختیار کریں جو قرآن پیش کرتا ہے ۔اللہ ب العزت کا ارشاد ہے:''اوراس سے اچھی بات کس کی ہوگی، جس نے اللہ کی طرف بلایا اور اچھے کام کئے اور کہا کہ میں تو فرمانبردار ہوں اور اچھائی اور برائی دونوں برابر نہیں ہیں، (بری بات کا) جواب ایسا دو جو بہت اچھا ہو تو دیکھو گے کہ جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی، اب گویا وہ جگری دوست ہے اور یہ بات اسی کو ملتی ہے جو صبر کرنے والے ہوں اور اسی کو ملتی ہے جو بڑی قسمت والا ہو اور اگر شیطان کی طرف سے تمہیں کچوکا لگے تو اللہ کی پناہ چاہو، یقیناً وہ خوب سنتا اور خوب جانتا ہے''۔(فصلت:۳۴۔۳۶)

دنیا بھر میں بیماریاں پھیلانے والے مہلک ترین وائرس

دنیا جتنی تیزی سے ترقی کررہی ہے اور طب وصحت کے میدان میں جس قدر تجربات ہورہے ہیں، خطرناک بیماریوں کی دوائیں اور علاج دریافت ہورہے ہیں اسی قدر تیزی سے دنیا میں نئی نئی بیماریاں بھی پیدا ہورہی ہیں، یہ بیماریاں جراثیم یعنی وائرس کے ذریعہ پھیلتی ہیں، ان میں سے بہت سے وائرس سے مہلک بیماریاں پھیلتی ہیں جو آن واحد میں بڑی بڑی آبادیوں کو تباہ کردیتی ہیں ۔ابھی حال ہی میں نیپاہ وائرس کے قہر سے کیرالہ میں خوف کا ماحول پیدا ہوگیا ہے۔ چند پہلے وسطی امریکہ میں ایبولا نام کے وائرس کے پھیلنے کے بعد نیپاہ نامی ایک اور وبائی جرثومہ جنوبی ہندوستان میں لوگوں کو ہلاک کررہا ہے اور یہ دونوں بڑی وبا بن سکتے ہیں ۔ یہ بیماریاں لوگوں کی صحت کے لیے بڑا خطرہ ہیں جو عالمگیر وبا بن کر پھیل سکتی ہیں اور سائنس دانوں کے پاس ان کا مقابلہ کرنے کے لیے نہ تو ادویات ہیں اور نہ ہی کوئی مدافعتی ٹیکہ ہے ۔نیپاہ اور ایبولا کے ساتھ ساتھ اس فہرست میں دیگر آٹھ بیماریاں شامل ہیں جو مویشیوں کے ساتھ ساتھ انسانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہیں ۔ان کی علامات میں بخار، متلی اور سر درد کے علاوہ دماغ کی سوزش شامل ہیں ۔اب تک جنوبی ریاست کیرالہ میں کم از کم دس افراد نیپا وائرس کا نشانہ بن کر ہلاک ہوچکے ہیں انسانوں یا جانوروں کو اس وائرس سے بچانے کے لیے کوئی مدافعتی ٹیکہ دستیاب نہیں ہے اور ۷۰؍فیصد کیسوں میں موت کا خطرہ ہوتا ہے۔ یہ وائرس ۱۹۹۸ء میں سب سے پہلے ملائیشیا کے ایک قصبے نیپاہ میں سؤروں میں پایا گیا تھا اور وہیں سے اس کا نام نیپاہ پڑ گیا۔ بتایا جارہا ہے کہ جانوروں سے یہ وائرس تقریباً تین سو لوگوں میں پھیل چکا ہے اوراس وبا میں ایک سو سے زائد لوگ ہلاک ہوچکے ہیں ۔ نیپا وائرس چمگادڑوں سے پھیلنے والی بیماری ہے اور آسٹریلیا میں سب سے پہلے پایا جانے والا ہینڈرا وائرس بھی اسی زمرے میں آتا ہے ۔آسٹریلیا میں ہینڈرہ وائرس سے انسان اور گھوڑے دونوں ہلاک ہوئے تھے۔ یہ وائرس بھی چمگادڑوں سے پھیلتا ہے اور انسانوں اور گھوڑوں کے لیے خطرناک ہے ۔ یہ وائرس ۱۹۹۴ء میں برزبین کے مضافاتی علاقے ہینڈرا میں گھوڑوں کے اصطبل میں پھیلا تھا۔

کرائمین کونگو ہیمورجک فیور یعنی سی سی ایچ ایف وائرس بری طرح سے انسانوں میں پھیل سکتا ہے اوراس میں اموات کا خدشہ چالیس فیصد ہے ۔ یہ وائرس ۱۹۴۴ء میں کرائمیا میں دریافت ہوا اور بعد میں کانگو میں بھی پایا گیا۔اس کے علاوہ یہ وائرس پورے افریقہ، بلقان، مشرقِ وسطیٰ اور ایشیا کے کچھ دیگر علاقوں میں بھی پایا جاسکتا ہے ۔اس کی علامات اچانک سر درد، تیز بخار، کمر اور جوڑوں میں درد، پیٹ میں درد اور متلی شامل ہے۔ یہ وائرس جانوروں سے انسانوں میں پھیلتا ہے اور متاثرہ مریض کے خون سے دوسرے انسانوں میں پھیل سکتا ہے ۔اس میں بھی انسانوں یا جانوروں کے علاج کے لیے کوئی دوا یا ٹیکہ موجود نہیں ہے ۔

ایبولا وائرس:

خیال ہے کہ یہ وائرس بھی پھلوں کا رس چوسنے والی چمگادڑوں سے پھیلتا ہے جو کانگو کے ایبولا دریا کے نزدیک پہلی بار پایا گیا اور یہیں سے اس کا نام پڑ گیا۔ یہ وائرس بھی جانوروں سے انسانوں اور انسانوں سے دوسرے انسانوں میں پھیل سکتا ہے ۔ یہ وائرس زخم کے ذریعے، منہ، ناک، خون، متلی سے بھی پھیل سکتا ہے ۔اس وائرس کے شکار لوگوں کو تنہائی میں رکھا جاتا ہے اس میں شرح اموات پچاس فیصد ہے ۲۰۱۴ء اور ۲۰۱۶ء میں مغربی افریقہ میں ایبولا کی وبا پھیلنے سے ۱۱؍ہزار افراد ہلاک ہوئے تھے ۔وائرس کے سبب بخار، تھکاوٹ، بدہضمی، گردوں اور جگر میں خرابی اور کچھ معاملات میں ناک، منہ یا کان سے خون جاری ہونے کا خدشہ ہوتا ہے ۔

زیکا وائرس:

یہ وائرس پہلے تو ایک متاثرہ مچھر سے انسانوں میں داخل ہوا تھا لیکن اس کے بعد جنسی تعلق کے سبب انسانوں سے انسانوں میں پھیل سکتا ہے ۔اس وائرس کے سبب متاثرہ نوزائیدہ بچوں کے سر معمول سے چھوٹے ہوتے ہیں ۔ عالمی تنظیمِ صحت کا کہنا ہے کہ زیکا وائرس سے بالغوں میں دماغی بیماری کا خطرہ ہوتا ہے جس سے لوگ مفلوج ہوسکتے ہیں ۔ابھی تک اس وائرس کے خلاف کوئی ٹیکہ موجود نہیں ہے جو یوگینڈا میں زیکا کے جنگل میں پایا گیا تھا۔اس کے علاوہ بھی کئی طرح کے وائرس پائے جاتے ہیں، جن سے خطرناک اور مہلک بیماریں پھیلتی ہیں، جن میں لاسا بخار وائرس، سارس، رفٹ ویلی فیور اور مربرگ وائرس ہیں جو تیزی سے پھیل رہے ہیں اور ہزاروں لوگوں کی ہلاکت کا سبب بن رہے ہیں ۔(بحوالہ بی بی سی لندن)

اعلان صدقۂ فطر

صدقۂ فطر فی کس اڑتیس (۳۸) روپے ادا کریں

مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کا اعلان

حضرت مولانا عبدالجلیل قاسمی صاحب قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ نے یہ اعلان کیا ہے کہ صدقۂ فطر کی مقدار فی کس نصف صاع گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو یا ایک صاع جو ہے، نصف صاع موجودہ رائج وزن کے اعتبار سے ایک کیلو ۶۹۲ گرام کے برابر ہوتا ہے، جو مسلمان صاحب نصاب ہوں اور صدقۂ فطر میں گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو یا جو نکالنا چاہیں وہ اسی وزن کا لحاظ رکھ کر صدقۂ فطر ادا کریں ۔اور جو حضرات نقد رقم کی شکل میں قیمت نکال کردینا چاہیں تو وہ رقم کی شکل میں اس کی قیمت بھی متعین کرکے دے سکتے ہیں ۔اپنے شہر اور علاقہ کے بازار میں فروخت ہونے والے گیہوں اور اس کے آٹا کا حساب کرلیں، اوراسی حساب سے صدقۂ فطر نکالیں ۔

ان دنوں پٹنہ اور پھلواری شریف کے بازار میں گیہوں جس قیمت پر فروخت ہورہا ہے، اس کی رو سے ایک کیلو ۶۹۲ گرام کی قیمت ۳۷ روپے ۲۲ پیسے ہوتی ہے ۔اس میں کچھ پیسوں کا اضافہ کرتے ہوئے ۳۸ روپے کئے گئے ہیں ۔ ہر مسلمان مالک نصاب شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنی اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر فی کس اڑتیس (۳۸) روپے ادا کریں ۔

ضرورت معلمات

جامعہ ام سلمہ دھنباد، جھارکھنڈ

میں جو لڑکیوں کا ایک رہائشی ادارہ ہے چاہیے:

تجوید کی رعایت کے ساتھ قرآن پڑھانے کے لئے تین معلمات ● صرف ونحو اور عربی ادب کے لئے دو معلمات ● دینیات (ترجمہ وتفسیر قرآن، حدیث اور فقہ کے لئے تین معلمات ● ایک سے پانچ تک ہندی اور سماج کے لئے دو معلمات ● انگلش اور حساب کے دو دو معلمات ● آفس میں حساب کتاب کے لئے ایک تجربہ کار محرر ● ٹیسٹ آن لائن ہوگا ● تنخواہ حسب لیاقت وتجربات، رہائش اور ناشتہ کھانا اس کے علاوہ ۔

آفتاب عالم ندوی (ناظم)

جامعہ ام سلمہ فردوس نگر، دھنباد، جھارکھنڈ

JAMIA UMME SALAMA DHANBAD, JHARKHAND, INDIA

Email: jamiaummesalama@gmail.com, aftabnadwi@gmail.com، موبائل نمبر 9608115508,9934519039

Volume:56/66,Issue:22 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqeeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

دیکھ زنداں سے پرے رنگ چمن جوش بہار
رقص کرنا ہے تو پھر پاؤں کی زنجیر نہ دیکھ
(مجروح سلطان پوری)

عالم اسلام کی ابتری کا سبب

مولانا سید واضح رشید ندوی

دنیا کے دیگر مذاہب ونظریات اور مادی افکار وفلسفیات کے مقابلہ میں مذہب اسلام کا امتیازی وصف اس کی جامعیت، وحدت اور عمل وطریقۂ عمل میں تناسب وتوازن ہے، وحدت اسلام کا بنیادی ستون ہے اور اسلام دین توحید ہے، یہی وجہ ہے کہ توحید کی جلوہ گری زندگی کے ہر میدان میں نظر آتی ہے، خواہ اس کا تعلق عقیدہ سے ہو یا عبادت سے، اخلاق سے ہو، یا معاملات سے؛ اس لیے کہ عقیدۂ توحید ہی وہ بنیادی فیکٹر ہے، جو مومن میں احساس ذمہ داری کے جذبات کو جنم دیتا ہے اور پھر اسی شعور واحساس کے نتیجہ میں وہ اپنی ذمہ داری کا پاس ولحاظ اپنے جملہ اقوال وافعال اور حرکات وسکنات میں رکھتا ہے، اس ایمان ویقین کے ساتھ کہ اسے اللہ کے دربار میں حاضر ہونا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ وہ خدا کے احکام وحدود کا امین وپاسبان ہوتا ہے اور ان سے ذرہ برابر بھی پہلو تہی اختیار نہیں کرتا۔

سورۂ بقرہ میں فرمایا گیا کہ! ''یہ اللہ کے طے کردہ حدود ہیں تو ان سے تجاوز مت کرنا اور جو اللہ کے حدود سے تجاوز کرتا ہے تو وہی لوگ ناانصاف ہیں''۔ (بقرہ:۲۲۹) وہ ہر ایسے فعل کے ارتکاب سے باز رہتا ہے، جو خدا کے احکام سے متصادم ہوتا ہے اور پھر اسی احساس کے غلبہ کی وجہ سے وہ زندگی کے ہر میدان میں صحیح خطوط پر چلتے ہوئے اپنے سفر حیات جاری رکھتا ہے، قرآن کریم میں اس کا تذکرہ اس طرح آیا ہے: ''اے ایمان والو! کوئی قوم دوسری قوم کی ہنسی نہ اڑائے، ہوسکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی کریں، بہت ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ اور نہ برے ناموں سے پکارو، ایمان کے بعد گناہ کا نام ہی برا ہے اور جنہوں نے توبہ نہیں کی تو وہی ناانصاف ہیں''۔ (حجرات:۱۱)

اور ایک دوسری جگہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! انصاف کے ساتھ گواہی دینے کو اللہ کے لیے کھڑے ہوجایا کرو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرتے رہو، یہی تقویٰ سے قریب تر ہے، اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تمہارے کاموں سے خوب واقف ہے''۔ (مائدہ:۸) قرآن کریم نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا؛ بلکہ اس نے اخلاق وآداب کے جزئیات تک کی تعلیم دی کہ آواز کو بلند کرنا گدھوں کی طرح چیخنا اور چال ڈھال، کردار وعمل، بول چال، رفتار وگفتار میں غرور وگھمنڈ اور تکبر اللہ کو پسند نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور لوگوں کے لیے گال نہ پھلاؤ اور نہ زمین میں اکڑ کر چلو بلاشبہ کسی اکرنے والے، اترانے والے کو اللہ پسند نہیں کرتا اور درمیانی چال چلو اور آواز دھیمی رکھو، یقیناً بدترین آواز گدھوں کی آواز ہے''۔ (لقمان:۱۸-۱۹) اسی طرح اسلام کا ایک نمایاں امتیاز یہ بھی ہے کہ اس نے ہر شعبہ زندگی میں نرم خوئی ونرم روی، حسن اخلاق اور رحم دلی کی تعلیم دی ہے: ''ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء'' (تم زمین والوں پر رحم کرو، عرش والا تم پر رحم کرے گا) اور کہیں یہ پیغام دیا: ''من لا یرحم لا یرحم'' (جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا) اور کہیں یہ اعلان کیا: ''من لا یرحم الناس لا یرحمہ اللہ'' (جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ اس پر رحم نہیں کرتا)

یہ ہیں وہ کلیدی اور بنیادی اسلامی ہدایات وتعلیمات جن کے نتیجہ میں اسلامی معاشرہ ایک ایسا مثالی، معتدل اور متوازن معاشرہ بن کر سامنے آتا ہے، جہاں اخوت ومحبت، باہمی تعاون وہمدردی اور غمخواری وخیر خواہی کی بالادستی قائم ہوتی ہے، اپنے وپرائے بلکہ دشمنوں کے ساتھ بھی نرمی اور عفو ودرگذر کا معاملہ کیا جاتا ہے، انسان تو انسان ہے، جانوروں کے ساتھ بھی نرمی برتی جاتی ہے؛ (بقیہ صفحہ ۱۱ر پر)

رمضان المبارک کے موقع پر اہل خیر حضرات کے نام حضرت امیر شریعت مدظلہ کا مکتوب گرامی

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ امارت شرعیہ، بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ مسلمانوں کی ایک باوقار دینی وشرعی تنظیم ہے جس کے ذریعہ ملت کی وحدت واجتماعیت، مسلم معاشرہ کی اصلاح، مذہبی وآئینی حقوق کی حفاظت، تعلیم کی اشاعت، دینی وملی شعائر کی بقا اور خدمت خلق جیسے امور انجام پارہے ہیں خصوصا ہندستان میں مسلم پرسنل لا کے تحفظ، مساجد ومقابر کی حفاظت وصیانت اور اس جمہوری ملک میں مسلمانوں کو ایک بیدار ملت اور باوقار قوم کی حیثیت سے زندہ رکھنے جیسے میدانوں میں جس جرأت وہمت کے ساتھ کامیاب رہنمائی کرتی رہی ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ امارت شرعیہ کے شعبوں میں ایک شعبہ بیت المال ہے جو پورے نظام امارت کے لئے دل کی حیثیت رکھتا ہے، اس کے ذریعہ تمام شعبوں کے اخراجات پورے ہوتے ہیں۔ اسی سے یتیموں، بیواؤں، معلمین، غریب طلبہ اور نادار لڑکیوں کی شادی میں امداد اور دوسرے ضرورت مندوں کی حاجت روائی ہوتی ہے، فرقہ وارانہ فسادات، قدرتی حادثات وآفات اور سیلاب وآتشزدگی کے موقع پر مصیبت زدہ لوگوں کی امداد بھی اسی سے کی جاتی ہے اور دین وملت کے مختلف کاموں میں بیت المال ہی سے رقمیں خرچ کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ خدمت خلق کے لئے مولانا سجاد میموریل اسپتال کے نام سے ایک بڑا شفاخانہ قائم ہے جس میں آؤٹ ڈور، میٹرنیٹی ہوم، جانچ گھر، الٹراساؤنڈ اور اکسرے کی سہولت کے ساتھ ساتھ دانت، ناک، آنکھ، کان اور ہڈی کے شعبے الگ الگ قائم ہیں۔ ٹی بی کے مریضوں کا مکمل علاج مفت کیا جاتا ہے۔ مختلف مقامات پر آنکھوں کی جانچ اور مفت آپریشن کے کیمپ لگائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کینسر اور دوسرے مہلک مرض سے متعلق لوگوں میں بیداری پیدا کرنا اس اسپتال کا خاص کام ہے۔ پھلواری شریف کے علاوہ کریسنٹ ہیلتھ سنٹر برلا مندر روڈ پٹنہ اور امارت ہیلتھ سنٹر راورکیلا میں قائم ہیں جس سے ہزاروں غریب وبے سہارا مریضوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے، اس سال جاڑے کے موسم میں ہزاروں افراد کے درمیان گرم کپڑے اور کمبل تقسیم کئے گئے جس سے لوگوں نے راحت محسوس کی، بہار کے کئی اضلاع کے متعدد مواضعات میں آتشزدگی سے عظیم تباہی ہوئی، متاثرہ مقامات پر راحت رسانی کا کام کیا گیا، جس میں بہت بڑی رقم بیت المال سے خرچ کی گئی۔ پھلواری شریف کے علاوہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مختلف اضلاع میں قائم ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے ذریعہ ہر سال سینکڑوں نوجوانوں کو باروزگار بنایا جاتا ہے، سینکڑوں دینی مکاتب قائم ہیں جن کے اخراجات امارت شرعیہ پورا کرتی ہے، یہ مکاتب بنیادی دینی تعلیم کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ المعہد العالی جیسا ادارہ قائم ہے جس میں ہر سال علماء قضا وافتاء کی تربیت پاتے ہیں۔ یہ پورے ملک کی سطح پر اپنی نوعیت کا مثالی ادارہ ہے، اس سے تربیت پانے والے علماء ملک کے مختلف مقامات پر اہم خدمات انجام دے رہے ہیں، عربی دینی تعلیم کے لئے دارالعلوم الاسلامیہ قائم ہے جس میں دورہ حدیث (فضیلت) تک تعلیم دی جاتی ہے۔ مدارس اسلامیہ میں معیاری تعلیم اور نصاب ونظام تعلیم نیز امتحان میں یکسانیت لانے کے لئے وفاق المدارس الاسلامیہ قائم ہے نیز مرکزی اور ذیلی دفاتر کی تعمیر وتوسیع کا کام بھی مسلسل جاری ہے، اس سال بحمد اللہ چھ نئے دارالقضاء قائم ہوئے، گریڈیہ اور رانچی میں امارت پبلک اسکول کی شاندار عمارت بنوائی گئی اور اس میں باضابطہ تعلیم کا آغاز ۲۰۱۸ء کے تعلیمی سال سے ہوچکا ہے۔ یہ سارے کام محض اللہ کی مدد اور اس کے نیک بندوں کے تعاون سے انجام پاتا ہے۔ شعبہ جات کی وسعت وترقی اور کاموں کے پھیلاؤ سے اخراجات بھی کافی بڑھ گئے ہیں اس وقت امارت شرعیہ کا سالانہ بجٹ چھ کروڑ دس لاکھ چھیاسی ہزار روپے (6,10,86,000/-) کا ہے، جب کہ ٹیکنکل انسٹی ٹیوٹ، المعہد العالی، دارالعلوم الاسلامیہ، وفاق المدارس الاسلامیہ اور اسکولوں کا بجٹ اس کے علاوہ ہے۔

ضرورت ہے کہ رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں ہمدردان ونقبا امارت شرعیہ اور ملک میں پھیلے ہوئے اہل خیر حضرات اس ادارہ کی طرف بھرپور توجہ فرمائیں۔ گرانقدر مالی تعاون کے ذریعہ اس کی ترقی اور استحکام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنے عطیات، زکوۃ وصدقات اور فطرہ وعشر کی رقوم بیت المال امارت شرعیہ کے پتہ پر ارسال فرما کر اجر عظیم کے مستحق بنیں۔ --------------- والسلام

محمد ولی رحمانی

امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ

بینک ڈرافٹ یا چیک پر صرف بیت المال امارت شرعیہ پٹنہ
BAITUL MAL IMARAT SHARIAH PATNA لکھا جائے۔
رقم بھیجنے کا پتہ: ناظم بیت المال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ 801505
فون نمبر2555351,2555014,2555668**فیکس**0612-2555280
E-mail: nazimimaratshariah@gmail.com
مندرجہ ذیل بینک اکاؤنٹ پر براہ راست ٹرانسفر بھی کرسکتے ہیں:
A/C No: 10331726226, A/C Name: IMARAT SHARIAH
Bank: State Bank of India, Branch: J.C. Road, Patna
IFSC CODE: SBIN0001233, Branch Code: 1233